احوال مسند

سوال نمبر 82: مسند کو حذف کرنے کی کوئی سی پانچ صورتیں بمع امثلہ تحریر کریں؟

جواب: مسند کے حذف کی پانچ صورتیں درج ذیل ہیں

(1)اختصار اور احتراز عن العبث کے لیئے حذف کیا جاتا ہے۔ مثلاً زید منطلق وعمرو۔

(2)وزن کی محافظت کے لیئے مسند کو حذف کیا جاتا ہے۔ مثلا وانی وقیار بھا لغریب۔

(3)اہل عرب کے استعمال کی اتباع کے لیئے بھی حذف کیا جاتا ہے۔ مثلا خرجت فاذا زید۔

(4)عدول الی اقوی الدلیلین کے لیئے حذف کرتے ہیں۔ جیسے ان محلا وان مرتحلا۔

(5)حذف میں فائدہ کی کثرت کی وجہ سے حذف کرتے ہیں۔ جیسے فصبر جمیل۔

سوال نمبر 83: ''فانی و قیار بھا لغریب'' شعر مکمل کر کے اس کا ترجمہ کریں اور شاعر کا نام بتائیں؟

جواب: مکمل شعر یہ ہے

فانی و قیار بھا لغریب — و من یک امسی بالمدینۃ رحلہ

ترجمہ: جس کی منزل اور ٹھکانہ شام کو شہر میں ہوا، پس میں اور میرا گھوڑا وہاں مسافر تھے۔اس شعر کا شاعر ضابی بن حارث ہے۔

سوال نمبر 84: مذکورہ شعر کس کی مثال ہے نیز اس میں محلِ استشہاد کیا ہے؟

جواب: یہ مسند کو حذف کرنے کی مثال ہے۔ یہاں پر مسند کو چند وجوہات کی بنا پر حذف کیا گیا ہے۔ مثلا، اختصار، احتراز عن العبث، مقام کی تنگی اور وزن کی محافظت وغیرہ۔اس میں محل استشہاد شعر کے دوسرے مصرع میں قیار کا مسند ''غریب'' محذوف ہے۔

سوال نمبر 85: اگر قیار کا عطف انّ کے اسم کے محل پر عطف ہو اور ''لغریب'' دونوں سے خبر بن جائے تو حذف کا ارتکاب نہ کرنا پڑے گا؟

جواب: یہ جائز نہیں ہے کیونکہ جب تک لفظا یا تقدیرا خبر پہلے نہ ہو تو انّ کے اسم کے محل پر عطف ممتنع ہے۔ ہاں اگر خبر مقدر نکال لی جائے تو جائز ہو جائے گا۔ کیونکہ اس صورت میں خبر تقدیرا مقدم ہو جائے گی۔ ہاں اس شعر کی ایک توجیہ یہ ہو سکتی ہے کہ قیار مبتدا ہو اور خبر محذوف مانی جائے اور اس جملہ کا ما قبل جملہ پر عطف ہو تو یہ عطف الجملہ علی الجملہ کے قبیل سے ہو کر جائز ہو جائے گا۔

سوال نمبر 86: نحن بما عندنا و انت بما عندك راضٍ و الرای مختلف یہ شعر کس کی مثال ہے؟

جواب: یہ بھی مسند کو حذف کرنے کی مثال ہے۔اور وجوہاتِ حذف وہی جو پہلے مذکور ہوئیں۔ یہاں ''نحن'' مبتدا ہے جس کی خبر محذوف ہے یعنی نحن بما عندنا راضون۔

سوال نمبر 87: مصنف نے دو امثلہ کیوں ذکر کی؟

جواب: دراصل اس مثال میں پہلے مبتدا کی خبر محذوف تھی اور قرینہ مبتدا ثانی کی خبر ہے، جبکہ پہلے جو مثال دی اس میں اس کا عکس تھا۔

سوال نمبر 88: ''زید منطلق و عمرو'' یہاں کون سا مسند محذوف ہے؟ نیز وجہ حذف کیا ہے؟

جواب: یہاں عمرو کی خبر منطلق محذوف ہے اور حذف کی وجہ تنگی مقام کے ساتھ ساتھ احتراز عن العبث ہے۔

سوال نمبر 89: ''خرجت فاذا زید'' اس میں کون سا مسند حذف ہے؟ اور وجہ کیا ہے؟

جواب: یہاں خبر محذوف ہے اور وہ موجود، واقف، حاضر، بالباب وغیرہ ہیں۔ نیز وجہ حذف گزشتہ وجوہات کے ساتھ ساتھ استعمال کی اتباع کرنا ہے کیونکہ اذا فجائیہ مطلق وجود پر دلالت کرتا ہے اور کبھی اس کے ساتھ ایسے قرائن مل جاتے ہیں جو خبر کی خاص نوع پر دلالت کرتے ہیں جیسے یہاں خروج ہے جو بتا رہا ہے کہ زید دروازے پر ہے یا حاضر ہے۔

سوال نمبر90:" انّ محلا و انّ مرتحلا " یہ شعر مکمل کریں اور محذوف مسند کی تعیین کے ساتھ ساتھ وجہ حذف بھی بتائیں۔

جواب: مکمل شعر ہے

انّ محلا و ان مرتحلا و انّ　　　　فی السفر اذ مضوا مهلا

یہاں پر انّ کی خبر محذوف ہے اور اصل میں تھا انّ لنا فی الدنیا حلولا و لنا عنھا الی الآخرۃ ارتحالا؛ تو یہاں مسند کو اختصار، عدول الی اقوی الدلیلین ، تنگی مقام یعنی وزن شعری کی حفاظت اور اتباعِ استعمال کی وجہ سے حذف کیا گیا ہے۔ کیونکہ اہل عرب "انّ مالا و انّ ولدا " جیسی تمام تراکیب میں مسند کو حذف کرتے ہیں، حتی کہ سیبویہ نے اپنی کتاب میں اس کا ایک باب باندھا اور کہا "ھذا باب انّ مالا و انّ ولدا"۔

سوال نمبر91: اللہ عزوجل کا فرمان ہے " لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآىِٕنَ رَحْمَةِ رَبِّیْۤ "تو اس میں کون سا مسند حذف ہے نیز وجہ حذف کیا ہے؟

جواب: اس آیت میں "انتم" مبتدا نہیں ہو سکتا کیونکہ "لو" فعل پر داخل ہوتا ہے۔ اس سے پتا چلا کہ انتم فعل محذوف کا فاعل ہے اور وہ فعلِ مسند تملکون ہے اور اصل عبارت لو تملکون تملکون ، پھر پہلے فعل کو حذف کیا کیونکہ مفسِر کے پائے جانے کی وجہ سے اس کا ذکر عبث تھا۔ پھر ضمیر متصل کو منفصل سے بدل دیا کیونکہ حذفِ عامل کے وقت قانون یہی ہے۔

سوال نمبر 92: مصنف نے یہاں احتراز عن العبث کی اضافی مثال کیوں دی ؟حالانکہ اس کی پہلے وضاحت ہو چکی۔

جواب: یہاں مسند فعل ہے جبکہ ما قبل میں محذوف ہونے والا مسند اسم یا جملہ تھا۔ اس لیے ماتن نے اضافی مثال دی۔

سوال نمبر 93: ''فصبر جمیل '' یہ کس کس کی مثال بن سکتا ہے ؟

جواب : یہ مسند الیہ اور مسند دونوں کے حذف کی مثال بن سکتا ہے۔اگر مسند الیہ محذوف ہو تو تقدیری عبارت ہو گی'' فامری صبر جمیل ''اور اگر مسند محذوف ہو تو اصل میں'' فصبر جمیل اجمل '' ہو گا؛لہذا حذف میں فائدہ کثیر ہے کیونکہ کلام کو دونوں معانی پر محمول کرنا ممکن ہے۔اگر ذکر کر دیتے تو ایک متعین ہو جاتا۔

سوال نمبر 94: کیا حذف کے لیے قرینہ کا ہونا ضروری ہے؟ نیز قرینہ کی دو صورتیں تحریر کریں۔

جواب : جی حذف کے لیئے قرینہ کے پایا جانا ضروری ہے تاکہ معنی کو سمجھنا ممکن ہو۔قرینہ کی ایک صورت یہ ہے کہ کلام سوالِ محقق کا **جواب** واقع ہو جیسے اس آیت کریمہ میں ہے۔ مثلا "وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ"اصل میں "خلقهن الله" تھا تو مسند فعل کو حذف کر دیا کہ ما قبل کا سوال اس پر دال ہے۔دوسری صورت یہ کہ کلام سوال مقدر کا **جواب** واقع ہو۔ جیسے ولیبك یزید ضارع لخصومة ۔یہاں ضارع سے قبل فعل مسند یبکیه محذوف ہے اور سوال مقدر اس پر قرینہ ہے۔

سوال نمبر 95: "لیبک یزید ضارع لخصومة" شاعر کا نام بتائیں نیز شعر مکمل کر کے ترجمہ اور وضاحت کریں۔

جواب: یہ ضرار بن نہشل کا شعر ہے جو اس نے اپنے بھائی یزید بن نہشل کے مرثیہ میں کہا تھا۔ مکمل شعر یوں ہے۔

لیبک یزید ضارع لخصومة　　　　و مختبط مما تطیح الطوائح

ترجمہ: اور وضاحت: چاہیے کہ یزید پر رویا جائے۔ اس پر جھگڑے میں کمزور شخص روئے (کیونکہ وہ کمزور لوگوں کو پناہ دینے اور مدد کرنے والا تھا) اور وہ سائل روئے جو حادثات میں اپنے مال کے ضائع ہونے کی وجہ سے اس سے سوال کرتا تھا۔ یا سائل روئے کیونکہ موت یزید کو لے گئی۔

سوال نمبر 96: وفضله علی خلافه بتکرار الاسناد الخ اس عبارت کی وضاحت کریں؟

جواب: یہ عبارت ایک اعتراض کے جواب میں ہے۔

اعتراض: ولیبک یزید الخ شعر میں فعل کو مجہول پڑھا گیا اور یزید کو نائب الفاعل بنایا حالانکہ اس کو معروف بھی تو پڑھ سکتے تھے یوں یزید مفعول اور ضارع فاعل بن جاتا اور فعل محذوف نہ ماننا پڑتا۔

جواب: یہ ہے کہ فعل کو مجہول پڑھنا اس کو معروف پڑھنے سے تین وجوہات کی بناء پر راجح ہے:

(1) مجہول پڑھنے میں اسناد کا تکرار ہے پہلے اجمالا پھر تفصیلا اور یہ اوقع فی النفس ہے
(2) اس صورت میں "یزید" غیر فضلہ واقع ہو گا۔

(3) اس صورت میں فاعل کی معرفت نعمت غیر مترقبہ کے حصول کی طرح ہو گی۔

سوال نمبر 97: ذکر مسند کی پانچ صورتیں تحریر کریں؟

جواب: مسند کو ذکر کرنے کی پانچ صورتیں درج ذیل ہیں۔

(1) ذکر یہ اصل ہے اور خلاف کا کوئی مقتضی بھی نہیں ہے مثلا زید قائم۔

(2) قرینہ پر اعتماد کے کمزور ہونے کی وجہ سے جیسے " خَلَقَهُنَّ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ۔

(3) سامع کی کند ذہنی کی طرف اشارہ مقصود ہوتا ہے۔ جیسے "محمد نبینا ﷺ" اس کو کہنا جس نے پوچھا ہو تمہارا نبی کون ہے۔

(4) مسند کے اسم یا فعل ہونے کی تعیین مقصود ہوتی ہے۔ جیسے زید قائم اور زید قام ابوہ۔

(5) ایضاح اور تقریر کی زیادتی کے لیئے مسند کو ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسے أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔

سوال نمبر 98: مسند کو مفرد کیوں لایا جاتا ہے؟

جواب: مسند کو مفرد اس لیئے لایا جاتا ہے کہ وہ غیر سببی ہوتا ہے نیز حکم کی تقویت کا فائدہ مقصود نہیں ہوتا کیونکہ اگر وہ سببی ہو یا مفید تقوی ہو تو یقینا جملہ ہو گا۔

سوال نمبر 99: ''مع عدم افادۃ التقوی'' کی قید سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس کا معنی یہ ہے کہ نفسِ ترکیب حکم کی تقویت کا فائدہ نہ دے لہذا جو تکرار کی بنا پر مثلا عرفت عرفت یا حرفِ تاکید سے مفید تقوی ہو مثلا انّ زیدا عارف، وہ خارج ہو گا۔ یا پھر ہم کہیں گے کہ اصطلاحی تقویتِ حکم مراد ہے اور وہ مخصوص طریقہ ہے جیسے زید قام۔

سوال نمبر 100: مسند سببی اور فعلی کس کی اصطلاح ہیں؟

جواب: علامہ تفتازانی فرماتے ہیں کہ سببی اور فعلی کی اصطلاح صاحبِ مفتاح ابو یعقوب یوسف سکاکی کی گھڑی ہوئی اصطلاح ہیں کہ انہوں نے علمِ نحو میں صفت حقیقی کو وصف فعلی اور صفت سببی کو وصف سببی کا نام دیا اور علم معانی میں زید قام کی مثل میں مسند کو مسند فعلی اور زید قام ابوہ میں مسند سببی کا نام دیا۔ مگر ان کی تعریف پیچیدگی سے خالی نہیں اور یہ اصطلاح ان سے پہلی کسی نے نہ بنائی۔

سوال نمبر 101: مسند سببی اور غیر سببی کی تعریفات ذکر کریں۔

جواب: تفتازانی نے مسند سببی کی تعریف یوں کی کہ ایسا جملہ جس کو مبتدا پر ایسے عائد کے ذریعے معلق کیا گیا ہو جو اس جملہ میں مسندالیہ نہ ہو۔ اس تعریف کے مطابق زید ابوہ منطلق کی مثل ترکیب خارج ہو جائے گی کیونکہ یہ مسند مفرد ہے

اور قل ھو اللہ احد کی مثل بھی خارج ہو جائے گی کیونکہ اس کی مبتدا پر تعلیق کسی عائد سے نہیں ہے۔اسی طرح زید قام اور زید ھو قائم کے مسند بھی خارج ہو جائیں گے کیونکہ ان میں عائد مسند الیہ ہے۔زید ابوہ قائم ، زید قام ابوہ ، زید مررت بہ ، زید ضربت عمرا فی دارہ اور زید ضربتہ جیسی امثلہ تعریف میں شامل ہوں گی۔ کیونکہ یہاں مسند مبتدا کی خبر بن رہے ہیں اور تقوی حکم کا فائدہ بھی نہیں ہے۔

سوال نمبر 102: مسند کو فعل کب لایا جاتا ہے؟

جواب: مسند کو اس وقت فعل لاتے ہیں جب مقصود مختصر طریقے پر اس کو ماضی، حال اور استقبال میں سے کسی سے مقید کرنا مقصود ہو اور تجدد کا فائدہ پانا ہو۔اس کی وجہ یہ ہے کہ فعل اپنے صیغہ سے تینوں زمانوں میں سے کسی ایک پر ایسی دلالت کرتا ہے جو قرینہ کی محتاج نہیں ہوتی۔جب کہ اسم قرینہ خارجیہ کے ساتھ دلالت کرتا ہے۔ مثلاً زید قائم امس او الان او غدا۔اسی وجہ سے مصنف نے ”علی اخصر وجہ“ فرمایا۔چونکہ تجدد زمانے کو لازم ہے کہ وہ قار الذات کم ہوتا ہے اور زمانہ مفہومِ فعل کا جز ہے تو فعل تجدد کا بھی مفید ہو گا۔

سوال نمبر 103: مسند کو فعل لانے کی مثال سے وضاحت کریں۔

جواب: ماتن نے اس پر یہ مثال دی۔

اوکلما وردت عکاظ قبیلۃ   بعثوا الیّ عریفھم یتوسّم

ترجمہ: (جب بھی عرب عکاظ کے میلے میں آتے ہیں) کیا جب بھی کوئی قبیلہ عکاظ میں وارد ہوتا ہے تو وہ میرے طرف اپنے سردار کو نہیں بھیجتے؟ جو ٹکٹکی باندھ کر

دیکھتاہے۔اس شعر میں محل استشہاد ''یتوسّم '' ہے کہ شاعراس کو فعل مضارع لایا تاکہ زمانے پر مختصر طریقے سے دلالت کے ساتھ ساتھ تجدد کا فائدہ حاصل ہو۔

سوال نمبر 104: مسند کو اسم کب اور کیوں لایا جاتا ہے؟ مثال سے وضاحت کریں۔

جواب: جب مسند سے مقصود زمانے سے مقید کرنا اور تجدد کا فائدہ حاصل کرنا نہ ہو بلکہ دوام و ثبوت مقصود ہو تب مسند کو اسم لاتے ہیں۔ مثال ''لا یالف الدرھم المضروب صرتنا لکن یمرّعلیھا و ھو منطلق ''ترجمہ یعنی ہماری جیب ڈھلے ہوئے درہموں سے الفت نہیں رکھتی لیکن وہ جیب پر گزرتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ یہاں مسند "منطلق "کو اسم اس لیے لائے کہ دوام اور ثبوت حاصل ہو یعنی جیب سے چلا جانا دراہم کے لیے دائمی طور پر ثابت ہے۔

سوال نمبر 105: شیخ عبدالقاہر کا اس بارے میں کیا موقف ہے کہ اسم دوام کا مفید ہے یا نہیں؟

جواب: شیخ عبدالقاہر فرماتے ہیں کہ اسم کی وضع صرف اس لیے ہے کہ ایک شے کا دوسری کے لیے ثبوت کا فائدہ دے، سو زید منطلق میں انطلاق کو زید کا فعل ثابت کرنے کے سوا کسی چیز کا فائدہ نہیں۔ جیسے زید طویل و عمرو قصیر میں ہے۔

سوال نمبر 106: مسند فعلی کو مفاعیل وملحقات کے ساتھ مقید کرنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: مسند فعلی کو مفعول، حال، تمیزاور مستثنی وغیرہ سے اس لیئے مقید کرتے ہیں تاکہ فائدہ بڑھ جائے کیونکہ حکم میں جب بھی خصوص زیادہ ہو گا تو غرابت بڑھے گی اور جتنی غرابت بڑھے گی اتنا فائدہ بھی زیادہ ہو گا مثلاا گر کہا جائے "ضرب زید" تو اس میں فائدہ کم ہے جبکہ "ضرب زید عمرا یوم الجمعة تادیبا" اس میں فائدہ زیادہ ہے۔

سوال نمبر 107: کان کی خبر بھی تو مفعول کے مشبہات سے ہے مگر یہاں فائدہ کی زیادتی تو ہوتی ہی نہیں بلکہ نفس فائدہ حاصل ہوتا ہے کیونکہ اگر خبر نہ ہو تو فائدہ ہی معدوم ہو جائے گا؟

جواب: ماتن نے اس اعتراض کا جواب یوں دیا کہ ''کان زید منطلقا'' میں مقید منطلقا ہے اور کان اس کی قید ہے۔ لہذا یہاں مسند قید ہی نہیں کہ فائدہ کی زیادتی ہو بلکہ مقید ہے۔

سوال نمبر 108: مسند کو مفاعیل اور ان کے ملحقات کے ساتھ مقید نہ کرنے کی وجہ کیا ہے؟

جواب :جب فائدہ کی زیادتی سے کسی قسم کا مانع ہو تب قید کو ترک کر دیتے ہیں۔اب مانع کی کثیر صورتیں ہیں۔ مثلا مدت یا فرصت کے ختم ہونے کا خوف ،حاضرین کو فعل کے زمانہ، مکان، مفعول پر مطلع نہ کرنے کا ارادہ ہونا یا مقیدات کا علم نہ ہونا وغیرہ۔

سوال نمبر 109: مسند فعلی کو شرط کے ساتھ مقید کیوں کیا جاتا ہے؟

جواب: ماتن کہتے ہیں کہ شرط کے ساتھ مسند کو ان اعتبارات اور حالات کی بنا پر مقید کیا جاتا ہے جو اس کی تقیید کا تقاضا کرتے ہیں۔اب رہا ان حالات واعتبارات کو جاننا تو وہ اس وقت تک نہیں جانے جا سکتے جب تک حروف واسما شرط کے مابین جو تفصیل ہے اس کو نہ جان لیا جائے اور ان کی تفصیل علم نحو میں بیان کی جا چکی ہے۔

سوال نمبر 110: جملہ شرطیہ یہ خبر یہ ہے یا انشائیہ شارح کی تحقیق کا خلاصہ بیان کریں؟

جواب: مسعود بن عمر تفتازانی کہتے ہیں کہ جملہ شرطیہ شرط سے مقید کرنے سے پہلے اگر خبر یہ ہے تو اب بھی خبر یہ ہو گا اگر انشائیہ ہے تو اب بھی انشائیہ ہو گا باقی رہا نفس شرط تو اداۃ شرط اس کو خبریۃ سے نکال دیتے ہیں اور ان میں صدق وکذب کا احتمال باقی نہیں رہتا۔

سوال نمبر 111: ان اور اذا کی اصل کیا ہے اور یہ کن معانی کے لیئے آتے ہیں امثلہ سے وضاحت کریں؟

جواب: "ان اور اذا" دونوں استقبال میں شرط کے لیئے آتے ہیں فرق یہ ہے کہ "ان" میں شرط کے وقوع کا یقین نہیں ہوتا بلکہ شک ہوتا ہے اسی وجہ سے کلام اللہ میں اصل معنی کے اعتبار سے واقع نہیں ہوا اور "اذا" میں شرط کے وقوع کا یقین ہوتا ہے ان دونوں کی مثال قرآن پاک کی آیت کریمہ ہے فَاِذَا جَآءَتۡهُمُ الۡحَسَنَةُ قَالُوۡا لَنَا هٰذِهٖ‌ۚ وَاِنۡ تُصِبۡهُمۡ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوۡا بِمُوۡسٰى وَمَنۡ مَّعَهٗ‌ؕ اَلَاۤ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ۔ اس آیت میں "حسنہ" جس کا ہونا یقینی تھا اس کے ساتھ

فعل ماضی اور "اذا" لے کر آئے اور "سیئۃ" بنسبت حسنہ کے نادر تھی اس لیئے وہاں "ان" لے کر آئے کیونکہ اس کا وقوع یقینی نہیں ہے۔

سوال نمبر 112: "ان" کو مقام جزم میں استعمال کی پانچ صورتیں بمع امثلہ بیان کریں؟

جواب: "ان" کی اصل اگرچہ عدم جزم ہے مگر کبھی اس کو مقام جزم میں بھی استعمال کر لیا جاتا ہے اس کی پانچ صورتیں درج ذیل ہیں۔

(1) تجاہل عارفانہ کے طریقے پر "ان" کو مقام جزم میں استعمال کرتے ہیں مثلا جب غلام سے اس کے مالک کے بارے میں پوچھا جائے کہ کیا وہ گھر میں ہے؟ تو جواب میں وہ کہے کہ "ان کان فیھا اخبرك" حالانکہ وہ اس کے گھر میں ہونے کو جانتا ہے۔

(2) وقوع شرط کا مخاطب کو جزم نہیں ہوتا اس لیئے "ان" لے آتے ہیں مثلا مخاطب منکر کو کہنا "ان صدقت فماذا تفعل" حالانکہ متکلم کو اپنے سچا ہونے کا یقین ہے۔

(3) وقوع شرط کے جاننے والے کو نہ جاننے والے کے مرتبے میں اتارا جاتا ہے مثلا اپنے باپ کو ایذا دینے والے کو کہنا "ان کان اباك فلا تؤذہ"۔

(4) مخاطب کو شرط پر عار دلانے کے لیئے مقام جزم میں "ان" لاتے ہیں۔ مثلا وَاِنۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ رَيۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰى عَبۡدِنَا فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّنۡ مِّثۡلِهٖ۔

(5) غیر متصف بالشرط کو متصف بالشرط پر غلبہ دینے کے لیئے "ان" کو مقام جزم میں لے آتے ہیں مثلا زید کے لیئے قیام یقینی ہو مگر عمر کے لیئے مشکوک ہو تو کہنا "ان قمتما کان کذا"۔

سوال نمبر 113: ''وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَۃٍ مِّنْ مِّثْلِہٖ'' یحتملھا؛ اس عبارت کی وضاحت کریں؟

جواب: ماتن یہاں یہ بتارہے ہیں کہ ہم نے بیان کیا تھا کہ مخاطب کو شرط پر عار دلانے کے لیے مقام جزم میں ان استعمال کرتے ہیں۔ تو اس آیت میں احتمال ہے کہ ''ان کنتم فی ریب'' میں ان کا شک میں ہونا یقینی تھا مگر ان لائے تا کہ مخاطب کو عار دلائی جائے اور اس کو احساس کرایا جائے کہ اصل میں یہ شرط فقط فرض کے مرتبہ میں ہونی چاہیے، حالانکہ یہاں تو اس کا وقوع ہے۔

پھر ممکن ہے کہ یہاں غیر مرتابین کو مرتابین پر غلبہ دینے کے لیے ان کو مقام جزم میں استعمال کیا کیونکہ مخاطبین میں ایسے بھی ہیں جو حق کو پہچانتے ہیں مگر عناد کی وجہ سے منکر ہیں تو ان سب کو گویا کہ غیر مرتاب بنا دیا گیا۔

سوال نمبر 114: تغلیب پر نوٹ لکھیں؟

جواب: مصنف فرماتے ہیں کہ تغلیب وسیع باب ہے جو کثیر فنون میں جاری ہوتا ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو متشابہ یا مصاحب اشیاء میں سے ایک کو دوسرے پر یوں غلبہ دینا کہ دوسرے کو اول کے ساتھ اسم میں متفق بنا دینا پھر اس اسم کی تثنیہ لا کر دونوں مراد لے لینا اس کی امثلہ درج ذیل ہیں:

(1)"ابوان"

(2)عمرین"

(3)قمرین"

(4)وَ مَرْیَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِیْ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِیْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَ صَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَ كُتُبِهٖ وَ كَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِیْنَ اس آیت میں مذکر کو مؤنث پر غلبہ دیا گیا۔اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ۔بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ اس آیت میں جانب معنی کو جانب لفظ پر ترجیح دی گئی ہے۔

سوال نمبر 115: ''بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ''میں تغلیب کی وضاحت کریں۔

جواب: اس آیت میں جانبِ معنی کو جانبِ لفظ پر غلبہ دیا گیا کیونکہ قیاس کے مطابق تجھلون ہونا چاہیے تھا کہ ضمیر قوم کی طرف راجع ہے اور وہ اسم ظاہر ہے مگر معناً قوم مخاطبین سے عبارت ہے۔

سوال نمبر 116: ابوان کی تغلیب اور القانتین کی تغلیب میں کیا فرق ہے؟

جواب: القانتین میں ظاہر کی مخالفت ہیئت اور صیغہ کے اعتبار سے ہے اور ابوان میں مادہ اور جوہر لفظ کے اعتبار سے ہے۔

سوال نمبر 117: ان اور اذا میں سے ہر ایک کے دونوں جملوں کا فعلیہ استقبالیہ ہونا کیوں ضروری ہے؟

جواب: ان اور اذا چونکہ مضمونِ جزا کو مستقبل میں مضمون شرط پر معلق کرنے کے لیے آتے ہیں اس لیے شرط و جزا دونوں جملے فعلیہ استقبالیہ ہوں گے۔ شرط اس

وجہ سے اس کا حصول مستقبل میں فرض کیا گیا ہے تو اس کا جملہ ثبوتیہ اور ماضی آنا ہی ممتنع ہے اور جزا اس وجہ سے کہ اس کا حصول شرط کے حصول پر معلق ہے۔جب شرط کا حصول مستقبل میں مفروض ہے تو جو اس پر معلق ہے وہ بھی مستقبل میں ہی ثابت ہو گا۔

سوال نمبر 118:''و لا یخالف ذلك لفظا الا لنكتة'' اس عبارت کی وضاحت کریں۔

جواب: اصل تو یہی ہے کہ ان اور اذا کے دونوں جملے فعلیہ استقبالیہ ہوں گے مگر کسی نکتے کی بنا پر لفظی طور پر اس اصل کی مخالفت کی جاتی ہے اور دونوں جملے یا ایک جملہ اسمیہ یا فعلیہ ماضیہ لے آتے ہیں۔ماتن نے ''لفظا'' کی قید لگا کر اس طرف اشارہ کیا کہ یہ مخالفت لفظوں میں ہو گی معنی وہی مستقبل والا ہو گا۔

سوال نمبر 119: وہ کون سا نکتہ ہے جس کی بنا پر ''ان'' کے ساتھ جملیہ اسمیہ یا فعلیہ ماضیہ لاتے ہیں؟

جواب: وہ نکتہ غیر حاصل کو حاصل کے مرتبہ میں ظاہر کرنا ہے۔یعنی جب متکلم غیر حاصل شے کو حاصل کے مرتبہ میں ظاہر کرنے کا قصد کرتا ہے تو ''ان'' کے ساتھ جملیہ اسمیہ یا فعلیہ ماضیہ لے آتا ہے۔

سوال نمبر120: متکلم غیر حاصل کو حاصل کے مرتبہ میں کیوں رکھتا ہے؟

جواب: اس کی کچھ وجوہات ہیں۔اول یہ کہ اس شے کے حصول کے اسباب قوی ہوتے ہیں جیسے ''ان اشتریت كان كذا''۔ثانی یہ کہ جو شے واقع ہونی ہے وہ واقع کی

طرح ہوتی ہے۔ثالث یہ کہ اس شے کے حصول میں نیک فالی مقصود ہوتی ہے۔ مثلا ''ان ظفرت بحسن العاقبة فهو المرام''رابع یہ کہ وقوعِ شرط میں رغبت کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔ مثلا ''ان اردن تحصنا'' خامس،امام سکاکی کہتے ہیں تعریض مقصود ہوتی ہے۔ مثلا ''لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ''۔

سوال نمبر 121: ''اظہارِ رغبت کی وجہ سے غیر حاصل کو حاصل کے مرتبہ میں رکھنا''اس کی مزید وضاحت کردیں۔

جواب: دراصل کسی شے کے طالب کی اس شے میں رغبت بڑی ہو تو وہ اس امر کا تصور کرتا رہتا ہے اور کبھی وہ خیال کرتا ہے کہ وہ امر اسے حاصل ہو گیا پس وہ اسے لفظ ماضی سے تعبیر کردیتا ہے۔

سوال نمبر 122: تعریض کیا ہے؟ امثلہ سے وضاحت کریں۔ نیز اس کی وجہ حسن بھی بیان کریں۔

جواب: تعریض یہ ہے کہ فعل کی نسبت کسی کی طرف کی جائے اور مراد کسی اور کو لیا جائے مثلا لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ اس آیت میں خطاب نبی کریم ﷺ کو ہے مگر مراد کفار ہیں اسی طرح اللہ تعالی کا فرمان ہے وَ مَا لِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ یہاں مراد مشرکین ہیں۔

تعریض کی وجہ حسن یہ ہے کہ متکلم ایسے طریقے سے مخاطب کو حق سناتا ہے جس سے اس کو غصہ نہیں آتا اور وہ طریقہ یہ ہے کہ صراحتاً باطل کی اس کی طرف نسبت نہیں کرتا بلکہ اپنی طرف یا کسی اور کی طرف کر دیتا ہے اور یہ طریقہ

قبول حق پر مدد گار ہوتا ہے اور ایک طرح سے خالص نصیحت ہے کیونکہ متکلم ان کے لیئے وہی پسند کر رہا ہے جو وہ اپنے لیئے کرتا ہے۔

سوال نمبر 123: حرفِ شرط لو کی اصل کیا ہے؟ مثال سے وضاحت کریں۔

جواب: "لو" ماضی میں شرط کے لیئے آتا ہے اور اس میں انتفائے شرط کا یقین ہوتا ہے لہذا انتفائے جزاء بھی لازم آتا ہے مثلا "لوجئتنی لاکرمتك" اس میں اکرام کو زمانہ ماضی میں مجیئت پر معلق کیا اور عدم مجیئت یقینی ہے لہذا عدم اکرام بھی لازم آئے گا اور جب "لو" زمانہ ماضی میں شرط کے لیئے آتا ہے تو اس کو عدم ثبوت لازم ہے اور دونوں جملوں شرط و جزاء کا فعل ماضی ہونا بھی ضروری ہے۔

سوال نمبر 124: لو کے معنی پر ابن حاجب نے کیا اعتراض کیا؟ نیز تفتازانی نے کا جواب ذکر کریں۔

جواب: لو یہ شرط کے انتفا کی وجہ سے جزا کے انتفا کے لیے آتا ہے۔ اس پر ابن حاجب نے اعتراض کیا کہ اول سبب اور ثانی مسبب ہے اور سبب کا انتفا مسبب کے انتفا پر دلالت نہیں کرتا بلکہ معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے کہ مسبب کا انتفا تمام اسباب کے انتفا پر دلالت کرتا ہے۔ تو ''لو'' ثانی کے امتناع کی وجہ سے اول کے امتناع کے لیے ہوگا۔ اس پر دلیل اللہ عزوجل یہ فرمان بھی ہے۔ ''لو کان فیهما الهة الا الله لفسدتا'' کہ یہاں امتناعِ فساد سے امتناع تعددِ الٰھۃ پر استدلال کیا گیا ہے۔ نہ کہ اس کا عکس ہے۔ متاخرین نے ان کی رائے کو عمدہ قرار دیا حتی کہ قریب تھا کہ وہ اس پر اتفاق کر لیتے۔ مگر میں کہتا ہوں اس اعتراض کا منشا قلتِ تامل ہے۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ علما بلاغت کے اس قول ”لو لامتناع الثانی لامتناع الاول“ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اول کے امتناع سے ثانی کے امتناع پر استدلال کیا جاتا ہے حتی کہ ابن حاجب کا مذکورہ سبب و مسبب والا اعتراض درست ٹھہرے بلکہ ان کے قول کا معنی یہ ہے کہ خارج میں ثانی کے انتفا کا سبب اول کا انتفا ہے۔ ”لو شاء اللہ لھداکم“ کا مطلب ہے کہ ہدایت منتفی ہے اور اس کا سبب مشیئت کا انتفا ہے۔ مطلب یہ کہ حرفِ شرط لو اس بات پر دلالت کرنے کے لیے آتا ہے کہ خارج میں مضمونِ جزا کے منتفی ہونے کی علت مضمونِ شرط کا منتفی ہونا ہے۔ پھر علامہ نے آثار اور کلام عرب سے اس پر شواہد پیش فرمائے۔

سوال نمبر 125: اہل میزان یعنی منطقیوں کی اصطلاح کیا ہے؟

جواب: منطقی ان اور لو کو اداتِ لزوم بناتے ہیں اور انہیں قیاس میں استعمال کرتے ہیں تاکہ نتائج کے علم کا حصول ہو۔ پس ان کے نزدیک حرفِ شرط لو اس بات پر دلالت کے لیے آتا ہے کہ انتفا ثانی کے علم کی علت اول کے انتفا کا علم ہے کیونکہ یہ بات بدیہی ہے کہ ملزوم کا انتفا لازم کے انتفا کے سبب ہے۔ اللہ عزوجل کا فرمان ”لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا“ اسی قاعدہ پر وارد ہے۔

سوال نمبر 126: حرف شرط لو کے بارے میں مبرد کا کیا موقف ہے؟

جواب: مبرد کے نزدیک حرفِ شرط لو، اِن کی طرح مستقبل میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اور یہ استعمال قلیل طور پر ثابت ہے مثلا نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے ”اطلبوا العلم و لو بالصین“ یعنی علم حاصل کرو اگرچہ تمہیں چین جانا پڑے۔ (یہ حدیث

نہیں ہے)۔ نیز فرمایا" و انی اباھی بکم الامم یوم القیامة و لو بالسقط "یعنی میں بروز قیامت بقیہ امتوں پر تمہارے سبب فخر کروں گا اگرچہ کچا گرا ہوا بچہ ہو۔

سوال نمبر 127: لو کی اصل سے عدول کن وجوہات کی بنا پر ہوتا ہے؟ اور یہ مضارع پر داخل ہو جاتا ہے۔

جواب: "لو" کی اصل وضع فعل ماضی کے لیئے ہے مگر چند نکات کی وجہ سے یہ فعل مضارع پر بھی داخل ہو جاتا ہے۔ مصنف نے اس کی دو صورتیں بیان کی ہیں:

(1) زمانہ ماضی میں وقتاً فوقتاً فعل کے استمرار کا قصد کیا جائے تو "لو" فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے مثلاً لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ یعنی تمہارا مشکل میں نہ پڑنا اس کا سبب یہ ہے کہ تمہاری اطاعت پر نبی کریم ﷺ کا استمرار نہیں۔

(2) مضارع کو جب ماضی کے مرتبے میں اتار دیا جائے اس وقت "لو" فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے مثلاً وَ لَوْ تَرٰى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ یہ معاملہ قیامت میں ہونا ہے مگر "لو" کو داخل کر کے اسے ماضی کے مرتبہ میں اتار دیا کیونکہ یہ اس ذات کا کلام ہے جس کی خبر میں تخلف نہیں گویا کہ یہ معاملہ ہو چکا اس لیئے ماضی کے مرتبہ میں اتار دیا۔

سوال نمبر 127: یہ آیت رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ماتن نے کیوں ذکر کی؟

جواب: مصنف نے جب کہا کہ لو کے جملے کو فعل مضارع اس لیے لاتے ہیں تاکہ ماضی کو مضارع کے مرتبے میں اتارا جائے تو انہوں نے اس آیت سے ایک اور

نظیر پیش کی کہ جس طرح یہاں ''یودّ'' لائے اور ماضی سے عدول ہے کیونکہ ابن سراج اور ابو علی نے التزام کیا ہے کہ ربّ مکفوفہ کے بعد جو فعل آئے گا وہ ماضی ہی ہو گا، تو اس کی وجہ وہی ہے کہ یہاں مضارع کو ماضی کے مرتبے میں اتار دیا گیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ خبر اس ذات سے صادر ہے جس کی خبر میں خلاف کا احتمال نہیں۔

سوال نمبر 128: ربّ آیت میں کس معنی کے لیے ہے؟ اور وہ معنی کیسے ثابت ہوتا ہے؟

جواب: یہاں ربّ تقلیل کے لیے ہے اور تقلیل کا معنی آیت میں اس طرح ہے کہ قیامت کی ہولناکیاں ان کفار کو مدہوش کر دیں گی جس سے وہ حیران و پریشان ہو جائیں گے اور جب کچھ افاقہ ہو گا تو یہ تمنا کریں گے۔

سوال نمبر 129: '' او لاستحضار الصورۃ ''اس عبارت کی وضاحت کریں؟

جواب: یہاں سے ماتن نے بیان کیا کہ آیت کریمہ '' وَلَوْ تَرٰٓی اِذْ وُقِفُوْا عَلَی النَّارِ '' میں لو کے بعد مضارع ممکن ہے اس وجہ سے لایا گیا ہو تاکہ آگ پر کھڑے کافروں کی رویت کی صورت ذہن میں حاضر کرنا ہو کیونکہ مضارع زمانہ حال پر بھی دلالت کرتا ہے جس کی شان ہی یہی ہے کہ اس کا مشاہدہ کیا جائے، یوں گویا کہ لفظِ مضارع سے اس صورت کا استحضار کیا گیا تاکہ سامعین اس کا مشاہدہ کر لیں۔ اس کی نظیر اللہ عزوجل کا یہ فرمان ہے وَ اللّٰہُ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا یہاں پر '' فَتُثِیْرُ '' کو مضارع اسی لیے لائے تاکہ اللہ عزوجل کی قدرتِ باہرہ پر دلالت کرنے

والی، بادلوں کی مخصوص کیفیت کے ساتھ آسمان وزمین کے مابین مسخر بادلوں کے اٹھنے کی صورت کو ذہن میں حاضر کیا جائے۔

سوال نمبر 130: مسند کو نکرہ کیوں لایا جاتا ہے؟

جواب: جب متکلم حصر اور تعریف کے ذریعے تعیین کا ارادہ نہ کرے تب اسے نکرہ لاتے ہیں۔ مثلا زید کاتب وعمرو شاعر

یا پھر متکلم کا ارادہ تفخیم یعنی تعظیم ہو جیسے هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ، جبکہ یہ مبتدا محذوف کی خبر ہو یا ذٰلِكَ الْكِتٰبُ کی خبر ہو۔

یا متکلم کا مقصود تحقیر ہو جیسے ما زید شیئا۔

سوال نمبر 131: مسند کی تخصیص اضافت یا وصف کے ساتھ کیوں کی جاتی ہے؟

جواب: اضافت یا وصف کے ساتھ مسند کی تخصیص اس لیے کی جاتی ہے کہ مکمل فائدہ حاصل ہو کیونکہ جتنا زیادہ خصوص ہو گا تو فائدہ بھی اتنا ہی مکمل ہو گا۔ مثال جیسے زید غلام رجل یا زید رجل عالم۔

سوال نمبر 132: تخصیص اور تقیید میں کیا فرق ہے؟

جواب: مصنف نے حال وغیرہ کو مقیدات سے بنایا اور اضافت و وصف کو مخصصات سے بنایا تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ تخصیص اور تقیید میں فرق ہے بلکہ یہ فقط ایک اصطلاح ہے۔ البتہ کچھ لوگوں نے یوں فرق بیان کیا کہ تخصیص عموم کی کمی کے

لیے آتی ہے اور فعل میں عموم نہیں ہوتا کیونکہ یہ فقط مفہوم پر دلالت کرتا ہے۔ رہا حال وغیرہ تو یہ اس مفہوم کو مقید کرتے ہیں۔ رہا وصف تو یہ اس اسم میں آتا ہے جس میں عموم ہو پس اسے خاص کر دیتا ہے۔ تفتازانی کہتے ہیں مگر اس میں نظر ہے۔

سوال نمبر133: مسند کی تخصیص کو ترک کیوں کیا جاتا ہے؟

جواب: اس کی وجہ وہی ہے جو تقییدِ مسند کو ترک کرنے میں گزری کہ فائدے کی کثرت کے لیے ایسا کیا جاتا ہے۔

سوال نمبر134: مسند کو معرفہ کیوں لایا جاتا ہے؟

جواب: سامع کو کوئی امر تعریف کے طریقوں میں سے کسی ایک سے معلوم ہو تو اسے کسی دوسرے طریقے کے ذریعے اس امر پر حکم یا لازمِ حکم کا فائدہ دینے کے لیئے مسند کو معرفہ لاتے ہیں مثلا "زید اخوك" اور "عمرو المنطلق" نیز انہی دونوں مثالوں کا عکس جیسے "اخوك زید" اور "المنطلق عمرو"۔

سوال نمبر135: مبتدا اور خبر دونوں معرفہ ہوں تو سامع کو کیا فائدہ ہوگا؟

جواب: اگرچہ دونوں معرفہ ہو مگر اس سے لازم نہیں آتا کہ مخاطب کوئی فائدہ مجہولہ نہ ملے کیونکہ نفسِ مبتدا اور خبر کا علم، ان کے مابین نسبت کے علم کو مستلزم نہیں۔

سوال نمبر136: اگر مبتدا اور دونوں معرفہ ہوں تو ان کی تقدیم کا قاعدہ کیا ہے کس اسم کو مبتدا اور کس کو خبر قرار دیں گے؟

جواب: جب کسی شئے کی دو صفتیں ہوں اور مخاطب ان میں سے کسی ایک کے ساتھ اتصاف کو جانتا ہو اور دوسری کو نہیں جانتا تو جس کو سامع جانتا ہے اس کو مقدم کیا جائے اور مبتدا بنا دیا جائے اور جس سے جاہل ہے اس کو مؤخر کیا جائے اور خبر بنا دیا جائے۔

مثلا سامع زید کی ذات و اسم کو جانتا ہے مگر اس کے بھائی ہونے کو نہیں جانتا تو متکلم اس کے بھائی ہونے کی معرفت دینے کا ارادہ کرے تو "زید اخوك " کہے اور اگر سامع اس کے ،اپنا بھائی ہونے کو تو جانتا ہے مگر علی التعیین نہیں جانتا اور متکلم اسے علم کے ساتھ متعین کرنے کا ارادہ کرے تو کہے گا اخوك زید۔

سوال نمبر 137: امام رازی کا موقف مسئلہ مذکورہ میں کیا ہے؟

جواب: امام رازی کا مؤقف یہ ہے کہ "زید المنطلق "اور "المنطلق زید " میں اسم ہی ابتدا کے لیئے متعین ہے کیونکہ یہ ذات پر دلالت کرتا ہے اور صفت خبریت کے لیئے متعین ہے مقدم ہو یا مؤخر کیونکہ وہ امر نسبی پر دلالت کرتی ہے مگر یہ قول مردود ہے کیونکہ 'المنطلق زید" کا معنی یہ ہے کہ جس کے لیئے صفت انطلاق ہے وہ صاحب الاسم ہے یوں المنطلق مسند الیہ بن گیا اور زید مسند بن گیا۔

سوال نمبر 138: جب مسند معرف باللام ہو اور لام جنس کا ہو تو وہ کیا فائدہ دیتا ہے؟

جواب: ایسی صورت میں کبھی یہ کسی شے پر جنس کے قصر کا فائدہ دے گا، برابر ہے کہ وہ قصر حقیقی ہو جیسے زید الامیر یا بطور مبالغہ ہو کہ وہ شے اس جنس میں کامل

ہے مثلاعمرو الشجاع یعنی عمرو شجاعت میں ایسا کامل ہے کہ اس کے غیر کی شجاعت کسی کھاتے میں نہیں کیونکہ وہ مرتبہ کمال سے قاصر ہے۔

سوال نمبر139:لام جنسی کا مذکورہ فائدہ کیا مسند کو معرف باللام جنسی لانے کی صورت میں ہی ہوگا؟

جواب: ایسا نہیں ہے بلکہ اگر مبتدا کو معرف باللام الجنسی لایا جائے مثلا الشجاع عمرو و الامیر زید تو یہاں بھی قصر کا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔حاصل کلام یہ کہ معرف باللام الجنسی کو اگر مبتدا بنائیں گے تو وہ خبر پر مقصور ہوگا اب چاہے خبر نکرہ ہو یا معرفہ ،اور اگر اسے خبر بنائیں گے تو وہ مبتدا پر مقصور ہو گی۔

سوال نمبر140: کیا جنس کی تقیید بھی ہوتی ہے؟امثلہ سے واضح کریں۔

جواب: جی ہاں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جنس کو حال،وصف،ظرف وغیرہ سے مقید کیا جاتا ہے جیسے ھو الرجل الکریم ، ھو السائر راکبا ،ھو الامیر فی البلد اور ھو الواھب الف قنطار وغیرہ اور یہ سب استعمالات استقرا اور تراکیبِ بلغا سے معلوم ہوتے ہیں۔

سوال نمبر141: ماتن کا قول ''قد یفید'' سے کس طرف اشارہ ہے؟

جواب: یہاں ماتن نے لفظ ''قد'' سے اشارہ کیا کہ مسند کو معرف باللام لانا کبھی کبھار قصر کا مفید نہیں ہوتا اور یہ بات ذوق سلیم ، طبع مستقیم اور کلامِ عرب کی معرفت میں تجربہ کاری سے جانی جاتی ہے۔

سوال نمبر 142: مسند کو جملہ کیوں لایا جاتا ہے؟

جواب: مسند کو تقویتِ حکم کے افادہ جیسے زید قام یا سببی ہونے کی بنا پر جیسے زید ابوہ قائم، جملہ لاتے ہیں۔

سوال نمبر 143: زید قام میں تقویت کا سبب کیا ہے؟ صاحب مفتاح کا موقف ذکر کریں۔

جواب: صاحبِ مفتاح کے مطابق مبتدا مسند الیہ ہونے کی بنا پر کسی شے کے اسناد کا تقاضا کرتا ہے اور جب اس کے بعد کوئی آجائے جو مبتدا کی طرف مسند ہونے کے قابل ہو تو مبتدا اسے اپنی طرف پھیر لیتا ہے۔ اب برابر ہے کہ وہ مسند ضمیر سے خالی ہو یا متضمن ہو پس ان کے مابین حکم منعقد ہو جائے گا۔ پھر اگر مسند ضمیر کو متضمن ہو وہ ضمیر اسے ایک بار پھر مبتدا کی طرف پھیر دے گی پس حکم قوت پائے گا۔

سوال نمبر 144: حکم کی تقویت میں شیخ عبد القاہر کا موقف کیا ہے؟

جواب: شیخ نے حکم کی تقویت کے حوالے سے "دلائل الاعجاز" میں جو ذکر کیا وہ یہ ہے کہ "کسی اسم کو عوامل سے خالی نہیں لایا جاتا مگر اس کی طرف کسی بات کو منسوب کرنا ہوتا ہے سو جب تم کہو زید تو آپ نے سامع کے دل میں ڈال دیا کہ آپ اس کے بارے میں کچھ کہنا چاہتے ہیں تو یہ اس کے بارے میں خبر کی تمہید اور مقدمہ ہو گیا اور جب تم قام کہو گے تو سامع کے دل میں مانوس شے داخل ہو گی جو زیادہ ثابت اور شبہ سے زیادہ مانع ہو گی۔ حاصل کلام یہ ہے کسی چیز کی اچانک خبر دینا، تنبیہ کے بعد خبر دینے کی طرح نہیں۔

سوال نمبر 145: مسند کو جملہ اسمیہ، فعلیہ ظرفیہ اور شرطیہ کیوں لاتے ہیں؟

جواب: ان تمام کی وجوہات گزر چکی ہیں۔ہاں جملہ ظرفیہ لانے کی وجہ مذکور نہیں تواس کی وجہ ہم بیان کر دیتے ہیں اور وہ یہ کہ جملہ ظرفیہ، جملہ فعلیہ سے مختصر ہوتا ہے اس لیے لاتے ہیں۔

سوال نمبر 146: مسند جملہ ظرفیہ ہو تو اس کا متعلق کیا ہوگا؟

جواب: اس کے متعلق میں اختلاف ہے۔ایک قول کے مطابق اس میں فعل مقدر نکلے گا اور یہ قول اصح ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ عمل میں اصل فعل ہے۔جب کہ کچھ کا گمان ہے کہ اسم فاعل مقدر ہوگا کیونکہ خبر میں اصل مفرد ہونا ہے۔

سوال نمبر 147: مسند کو موخر کیوں لاتے ہیں؟

جواب: کیونکہ مسند الیہ کا ذکر اہم ہوتا ہے اس لیے مسند کو موخر لاتے ہیں۔

سوال نمبر 148: مسند کو مقدم کیوں لایا جاتا ہے؟

جواب: مسند کو مقدم لانے چار صورتیں درج ذیل ہیں۔

(1) مسند الیہ کو مسند کے ساتھ خاص کرنے کے لیئے مثلا لَا فِيۡهَا غَوۡلٌ اور لَكُمۡ دِيۡنُكُمۡ وَلِىَ دِيۡنِ۔

(2) اول امر سے تنبیہ کرنے کے لیئے کہ مسند خبر ہے صفت نہیں کیونکہ صفت موصوف پر مقدم نہیں ہوتی مثلا "لہ ھمم لا منتھی لکبارھا"

(3) نیک شگون کے لیئے جیسے "سعدت بغرۃ وجھك الایام"۔

(4) ذکر مسند الیہ کی طرف تشویق کے لیئے مسند کو مقدم کرتے ہیں۔

جیسے: ثلاثۃ تشرق الدنیا ببھجتھا   شمس الضحیٰ وابو اسحٰق والقمر

سوال نمبر 189: ''لَا فِیْهَا غَوْلٌ'' اس پر وارد اعتراض اور جواب "مختصر" کی روشنی میں تحریر کریں۔

جواب: اس مقام پر تفتازانی نے جو اعتراض ذکر کیا وہ یہ ہے کہ ''آپ نے کہا لَا فِیْهَا غَوْلٌ میں مسند کی تقدیم تخصیص کے لیے ہے یعنی جنت کی شراب میں سر چکرانا نہیں بخلاف دنیا کی شرابوں کے کہ اس میں یہ وصف ہے۔ حالانکہ یہاں مسند ''فیھا'' ظرف ہے اور مسند الیہ کا قصر اس پر نہیں بلکہ اس کے ایک جز (ضمیر مجرور) پر ہے جو خمورِ جنت کی طرف راجع ہے''۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ''مصنف کا مقصود یہ ہے کہ عدمِ غول متصف بفی خمور الجنۃ کے ساتھ خاص ہے جو اتصاف بفی خمور الدنیا کی طرف تجاوز نہیں کرتا۔ مذکورہ معنی اس صورت میں ہے جب نفی کو مسند الیہ کی جانب معتبر مانا جائے اور اگر اسے جانبِ مسند معتبر مانا جائے تب معنی ہو گا کہ غول خمورِ جنت میں عدمِ حصول کے ساتھ متصف ہے جو خمورِ دنیا میں عدم حصول کی طرف تجاوز نہیں کرتا۔

سوال نمبر 150: لَا رَیْبَ فِیْهِ، میں ظرف کو مقدم کیوں نہ کیا؟

جواب: چونکہ تقدیم مفیدِ تخصیص ہوتی ہے لہذا لا فیہ ریب نہیں کہا؛تاکہ اس تقدیم سے معنی یہ نہ ہو جائے کہ جب عدمِ ریب قرآن کے ساتھ خاص ہو گیا تو باقی اللہ عزوجل کی کتب میں ریب کا ثبوت ہو گا اور یہ درست نہیں۔

سوال نمبر 151: ''و کثیر مما ذکر فی ھذا الباب الخ''اس عبارت کا صحیح مفہوم کیا ہے؟

جواب: علامہ تفتازانی نے اس کا درست مفہوم جو بیان کیا وہ یہ ہے کہ ''مسند الیہ اور مسند کے دو ابواب میں جو بھی احوال بیان کیے گئے ان میں سے اکثر انہیں دو کے ساتھ مختص نہیں ہیں بلکہ فطین جب پختہ ہو جائے گا تو وہ بقیہ علم معانی کے ابواب میں بھی ان کا اعتبار کر لے گا۔

ماتن نے کثیر احوال کہا کیونکہ بعض احوال ایسے ہیں جو مذکورہ دو کے ساتھ خاص ہیں۔ مثلاً ضمیر فصل کا بیان جو مسند الیہ اور مسند کے مابین ہونے کے ساتھ خاص ہے۔ نیز اسی طرح مسند کا فعل ہونا یہ اسی احوال مسند سے خاص ہے کہ ہر فعل مسند ہی ہوتا ہے۔

احوال متعلقاتِ فعل

سوال نمبر 152: جب گزشتہ باب میں مصنف نے صراحت کر دی کہ گزشتہ احوال میں سے اکثر بقیہ ابواب میں جاری ہیں تو اس باب میں تقدیم، تاخیر ،حذف وغیرہ کو ذکر کیوں کیا؟

جواب : بعض احوال کی تفصیل اس لیے ذکر کی کہ ان میں کچھ اضافی ابحاث تھیں۔

سوال نمبر 153: مصنف نے اس باب سے متعلق جو اضافی ابحاث کے لیے تمہیدی مقدمہ قائم کیا اس کا خلاصہ ذکر کریں۔

جواب: اس تمہید کا خلاصہ یہ ہے کہ فعل کا مفعول کے ساتھ وہی مقام ہے جو اس کا فاعل کے ساتھ ہے اس اعتبار سے کہ فاعل و مفعول میں سے ہر ایک کو اس کے ساتھ ذکر کرنے کی غرض اصلی یہی ہے کہ بتایا جائے کہ فعل کا جہتِ وقوع سے فاعل اور مفعول سے تعلق ہے۔ مطلقا وقوعِ فعل کا افادہ مقصود نہیں ہوتا کیونکہ اس کے لیے تو اتنا ہی کہنا کافی تھا کہ ''وجد الضرب'' ان دونوں کو ذکر کرنے کی حاجت ہی نہیں تھی کہ یہ عبث ٹھہرتا؛ لہذا ثابت ہوا کہ ان دونوں کو ذکر کرنے سے غرض فعل کے تعلق کو ذکر کرنا ہے اور اس اعتبار سے فاعل و مفعول برابر ہیں۔

سوال نمبر 154: فعل متعدی کو بمنزلہ لازم کے کب رکھا جاتا ہے؟

جواب : گزشتہ تمہید سے ثابت ہو چکا کہ فاعل اور مفعول کا مرتبہ فعل کے ساتھ برابر ہے۔ اب اگر فعل متعدی ہو اور اس کے ساتھ مفعول کو ذکر نہ کیا گیا تو دو صورتیں ہیں کہ مقصود مطلقا فعل کو فاعل کے لیے ثابت کرنا یا اس سے نفی کرنا ہو گا یا نہیں۔ بصورت اول اس فعل متعدی کو بمنزلہ لازم کے اتارا گیا ہو گا اور اس صورت میں اس کا مفعول مقدر نہ نکالا جائے گا اور بصورت ثانی تقدیر واجب ہو گی۔

سوال نمبر 155: فعل متعدی کو لازم کے مرتبہ میں رکھنے کی مثال سے وضاحت کریں۔

جواب: جب غرض ہی یہی ہے کہ سامع کو فعل کا فاعل سے تعلق بیان کیا جائے تو مفعول کو مقدر نہیں مانا جائے گا۔ مثلا " هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ "اس آیت میں علم فعل متعدی ہے مگر اس فعل کے مفعول کو ذکر نہیں کیا گیا اور نہ مفعول کو مقدر مانا جائے گا کیونکہ یہاں مقصود فقط فعل اور فاعل کا تعلق ہے مفعول مقصود ہی نہیں ہے۔

سوال نمبر 156: وہ فعل متعدی جس کو لازم کے مرتبہ میں اتارا گیا ہو اس کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب: ایسے فعل کی دو اقسام ہیں کہ فعل مطلق کو دوسرے ایسے فعل متعدی سے، جو مخصوص مفعول پر قرینہ کے ساتھ دلالت کر رہا ہے، کنایہ بنایا گیا ہو گا یا نہیں۔ثانی کی مثال فرمان باری تعالیٰ ہے "هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ "اس آیت میں علم فعل متعدی ہے مگر اس کو فعل لازم کے مرتبہ میں اتارا گیا ہے اور اس کو اس علم فعل سے کنایہ بھی نہیں کیا گیا جو مخصوص مفعول سے متعلق ہو۔

سوال نمبر 157: دوسری قسم کو مثال میں پہلے ذکر کیوں کیا؟

جواب: اس کا وقوع کثیر ہے اسی بناپر اس کی خوب اہمیت ہے؛ لہذا پہلے بیان کر دیا۔

سوال نمبر 158: پہلی قسم کی مثال سے وضاحت کریں۔

جواب: اس کی مثال بحتری کا معتزّ باللہ کی مدح میں شعر ہے جو اس نے مستعین باللہ پر تعریض کرتے ہوئے کہا۔

شجو حسّادہ وغیظ عداہ ان یری مبصر ویسمع واعٍ

ترجمہ: یعنی اس سے حسد کرنے والوں کا غم اور اس کے دشمنوں کا غیظ یہ ہے کہ اسے دیکھنے والا دیکھتا اور سن کر یاد کرنے والا سنتا ہے۔

اس شعر میں شاعر یہ کہتا ہے کہ اس کے دشمنوں کے لیے غیظ اور حاسدوں کے لیے غم کی بات یہی ہے کہ ممدوح کو دنیا میں دیکھنے والے اور سننے والے ہیں؛ سو وہ اپنی آنکھوں سے اس کے محاسن کو دیکھتے اور کانوں سے اس کے مستحقِ امامت ہونے پر ایسی واضح خبریں سنتے ہیں جو غیر میں نہیں ہیں۔ پس وہ اس سے خلافت میں جھگڑا کرنے کی کوئی راہ نہیں پاتے۔

سوال نمبر 159: اس شعر کا ممثل لہ پر انطباق کیسے ہوگا؟

جواب: اس میں یری اور یسمع جو فعل متعدی ہیں، ان کو لازم کے مرتبہ میں رکھا گیا کہ مطلقا فعل کا فاعل سے ثبوت مقصود ہے پھر ان دونوں افعال کو ان رویت اور سماعت کے افعال سے کنایہ کیا گیا ہے جو مخصوص مفعول سے متعلق ہے اور وہ مفعول ممدوح کے محاسن اور مستحقِ خلافت ہونے کی اخبار ہیں۔ رہا یہ کہ کنایہ کیسے ہے؟

تو عرض ہے کہ جناب شاعر نے دعویٰ کیا ہے کہ مطلق رویت اور اس کے محاسن کی رویت، اسی طرح مطلق سماع اور اس کے آثار واخبار کے سماع کے مابین لزوم ہے۔ علاوہ ازیں اس کے آثار واخبار شہرت و کثرت کی اس حد کو پہنچے ہوئے ہیں کہ جن کا خفا ممکن نہیں لہذا ہر دیکھنے والا انہیں دیکھتا اور ہر سننے والا انہیں سنتا ہے بلکہ دیکھنے والا اسی کے آثار ہی دیکھتا اور سننے والا اسی کی اخبار ہی سنتا ہے۔ ملزوم کو ذکر کر کے لازم مراد لیناہی کنایہ ہے۔

سوال نمبر 160: مفعول کو حذف کرنے کی صورتیں بیان کریں۔

جواب: مفعول کو کچھ وجوہات کی بنا پر حذف کر دیتے ہیں۔

1) بیان بعد الابہام کے لیے جیسا کہ فعل مشیت وارادہ وغیرہ میں ہوتا ہے جب وہ شرط واقع ہوں۔ مثلا ''فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ''۔

2) مفعول کو اس لیے بھی حذف کر دیتے ہیں کہ اس کے ذکر میں متکلم کی مراد کے علاوہ کے ارادہ کا ابتداءً وہم نہ ہو۔ مثلا شاعر کا قول ہے

و کم ذدت عنی من تحامل حادث   و سورۃ ایام حززن الی العظم

ترجمہ: تم نے مجھ سے کتنے ہی مظالمِ زمانہ اور شدت ایام کو دفع کیا جنہوں نے ہڈی تک کاٹ دیا۔

اس میں حزن کا مفعول اللحم محذوف ہے اور اس کو اگر ذکر کرتے تو ممکن تھا کہ ابتدا میں یہ وہم ہوتا؛ کہ کاٹناہڈی تک نہیں ہوا بلکہ کچھ گوشت کٹا ہے اور یہ متکلم کے مقصود کے خلاف تھا اس لیے مفعول کو حذف کر دیا۔

3) حذف کی ایک وجہ یہ ہے کہ متکلم کا ارادہ ہوتا ہے کہ اس مفعول کو دوبارہ اس طرح ذکر کرے کہ فعل بلاواسطہ اس کے لفظ پر واقع ہو نہ کہ اس کی ضمیر پر تا کہ فعل کے اس پر وقوع کی کمالِ عنایت کا اظہار ہو، کیونکہ اگر پہلے ذکر کر دیا جائے تو دوبارہ ذکر میں ضمیر لانی پڑے گی اور یوں دوسری بار مفعول کے ظاہر الفاظ پر فعل واقع نہ ہو گا اور کمالِ عنایت کا اظہار نہ ہو گا۔ مثلا شاعر کا قول ہے۔

قد طلبنا فلم نجد لك فی السود ذو المجد و المکارم مثلا

یعنی ہم نے تلاش کیا مگر سرداری میں تیری مثل کسی بزرگی اور عزت والے کو نہ پایا۔

اس میں طلبنا فعل کا مفعول ''مثلاً'' محذوف ہے اصل میں قد طلبنا لك مثلا تھا اگر اس کو ذکر کرتے تو مناسب یہ تھا کہ آگے فلم نجدہ کہتے اور یوں غرضِ متکلم (کہ عدمِ وجدان صراحۃً لفظ مثل پر واقع ہو) حاصل نہ ہوتی۔ نیز ممکن ہے کہ یہاں حذف کا داعی ایک اور امر ہو اور وہ یہ کہ تادیب میں مبالغہ مقصود ہو کہ ممدوح کی مثل تلاش کرنے کا صراحۃً اقرار نہ کیا جائے حتی کہ گویا متکلم کہتا ہے کہ ممدوح کی مثل کا وجود ممکن ہی نہیں کہ اسے طلب کیا جائے کیونکہ عاقل اسی شے کو طلب کرے گا جس کا وجود جائز ہو۔

4) تعمیم مع الاختصار کے لیے بھی حذف کر دیتے ہیں مثلا کسی کو کہنا "قد کان منك ما یؤلم" کہ تجھ سے ایک بات تکلیف دیتی ہے تو اس کا مفعول "کل احد" کو حذف کر دیا تاکہ تعمیم کے ساتھ ساتھ اختصار بھی حاصل ہو۔ اللہ عزوجل کا فرمان "وَ اللّٰہُ یَدۡعُوۡۤا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ "کا مفعول " جمیع عبادہ" میں حذف کا داعی یہی ہے۔ البتہ پہلی مثال میں عموم مبالغہ کے طور پر تھا جبکہ یہاں تحقیقی ہے۔

5) فقط اختصار مقصود ہوتا ہے تب مفعول کو حذف کرتے ہیں۔ مثلا اصغیت الیہ اس کا مفعول "اذنی" محذوف ہے۔ اسی طرح فرمان باری تعالیٰ ہے " رَبِّ اَرِنِیۡۤ اَنۡظُرۡ اِلَیۡكَ "اس میں مفعول "ذاتك" محذوف ہے۔

6) فاصلہ کی رعایت کے لیے حذف کر دیتے ہیں مثلا " مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَ مَا قَلٰی "اصل میں "ماقلاك" تھا۔

7) مفعول کا ذکر ناپسندیدہ اور قبیح ہوتا ہے اس لیے حذف کر دیتے ہیں۔ مثلا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے " ما رایت منه و لا رای منی "یعنی نہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دیکھا اور نہ انہوں نے مجھ سے دیکھا، تو یہاں رویت کا مفعول " الستر" محذوف ہے۔

سوال نمبر 161: ماتن کے قول " بخلاف ما اذا کان غریبا" اس کی وضاحت کریں۔

جواب: مصنف نے مفعول کے حذف کی صورتیں بیان کرتے ہوئے کہا کہ فعل مشیت وارادہ میں مفعول کو حذف کرتے ہیں جبکہ یہ شرط واقع ہوں تو ایک شرط یہ

بھی بیان کی کہ ان کا متعلق اور مفعول فعلِ غریب نہ ہو ورنہ حذف نہ کیا جائے گا۔
اس کی مثال شاعر کا قول ہے۔

ولو شئت ان ابکی دما لبکیتہ علیہ ولکن ساحۃ الصبر اوسع

ترجمہ: اگر میں اس پر خون کے آنسو رونا چاہتا تو ضرور روتا مگر صبر کا میدان وسیع ہے۔

تو اس میں شاعر نے شئت فعلِ شرط کا مفعول ''ان ابکی دما'' کو حذف نہ کیا کیونکہ خون کے آنسو ایک غریب شے ہے تو اس کا ذکر سامع کے ذہن میں پختہ کرنا ضروری ہے تاکہ وہ اس سے مانوس ہو جائے۔

سوال نمبر162: شاعر کا قول ہے

فلو شئت ان ابکی بکیت تفکرا فلم یبق منی الشوق غیر تفکری

اس شعر کا ترجمہ کریں اور اس میں کیا اختلاف ہے؟ اور درست موقف کیا ہے؟

جواب: شعر کا ترجمہ ہے "سوائے تفکر کے میرے شوق سے کچھ نہ بچا، تو اگر میں رونا چاہوں تو تفکر سے ہی رو سکوں گا"۔

یہاں فعل مشیت شرط بن رہا ہے تو اس کا مفعول محذوف ہے یا نہیں، اس میں اختلاف ہے، صدر الافاضل نے ''ضرام السقط'' میں قرار دیا کہ یہاں چونکہ فعلِ مشیت کا مفعول مذکور ہے، محذوف نہیں تو اس کی وجہ اس مفعول کا غریب ہونا ہے۔ کہ یہاں تفکر کا رونا مراد ہے جو کہ غریب فعل ہے۔

مصنف نے کہا کہ یہ اس باب سے ہے ہی نہیں کہ مفعول کو غریب ہونے کی وجہ سے حذف نہیں کیا گیا بلکہ یہاں تو مفعول غریب نہیں ہے لہذا قاعدہ کے مطابق حذف ہے کیونکہ اول بکاء سے مراد بکاء حقیقی ہے نہ کہ بکاء فکری اور مطلب یہ ہے کہ اگر میں حقیقۃً رونا چاہوں تو نہیں رو سکتا کیونکہ آنکھوں میں آنسو خشک ہو چکے بلکہ بکاء فکری ہی کر سکوں گا۔

سوال نمبر163: مفعول اور اس کے ملحقات مثلا ظرف، جار مجرور اور حال وغیرہ کو فعل پر کب مقدم کیا جاتا ہے؟

جواب: جب تعیین میں خطا کو رد کرنا ہو تب مفعول یا اس کے ملحقات کو مقدم کیا جاتا ہے۔ مثلا زیدا عرفت یہ اس کو کہا جائے گا جو جانتا ہے کہ متکلم کسی انسان کو جانتا ہے اور یہ بھی کہ وہ زید کے علاوہ کوئی اور ہے۔ کبھی مفعول کی تقدیم اس لیے بھی ہوتی کہ اشتراک میں خطا کو رد کیا جائے مثلا زیدا عرفت اس کو کہنا جو اعتقاد رکھے کہ تو زید اور عمر کو جانتا ہے اور اس صورت میں تاکید وحدہ سے لگائی جاتی ہے جیسے زیدا عرفت وحدہ۔

سوال نمبر164: مازیدا ضربت و لا غیرہ" اسی طرح "ما زیدا ضربت و لکن اکرمتہ" ان دونوں جملوں میں کیا خرابی ہے؟

جواب: چونکہ مفعول کی تقدیم تعیینِ مفعول میں خطا کو رد کرنے کے لیے آتی ہے اسی وجہ سے یہ دونوں جملے درست نہیں کیونکہ اول میں مفعول کی تقدیم بتا رہی ہے کہ ضرب زید کے علاوہ پر پڑی ہے اور "لا غیرہ" کا لفظ اسی کی نفی کر رہا ہے تو یہاں تقدیم کا مفہوم، لا غیرہ کے منطوق کے مخالف ہے۔ اسی طرح دوسرے جملے

میں ہے کہ وہاں کلام کرنے کا مقصود و مبنیٰ یہ نہیں کہ فعل میں خطا ہو گئی کہ وہ ضرب کی جگہ اکرام تھا بلکہ خطا مضروب کی تعیین میں ہے؛ تو درست یوں تھا کہ ''ما زیدا ضربت ولکن عمرا''۔

سوال نمبر 165: ''زیدا عرفتہ'' میں بھی مفعول کی تقدیم ہے مگر تخصیص نہیں ہے؟

جواب: جب اشتغال کی صورت ہو گی تب مفعول کی تقدیم تاکید کے لیے ہو گی یا تخصیص کے لیے اس میں تفصیل ہے۔ وہ یہ کہ اگر زیدا سے قبل فعل مقدر مفسر محذوف مانا جائے گا تب تو یہ تقدیم تاکید کے لیے ہو گی مثلا ''عرفت زیدا عرفتہ'' اور اگر منصوب کے بعد مانا جائے تو تخصیص ہو گی یعنی ''زیدا عرفت عرفتہ'' کیونکہ محذوفِ مقدر مذکور کی طرح ہوتا ہے تو اس پر تقدیم، مذکور پر تقدیم کی طرح ہے کہ اختصاص کا فائدہ دے گی۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ''زیدا عرفتہ'' میں دو معنی کا احتمال ہے اور تعیین قرائن سے ہو گی۔

سوال نمبر 166: آیت کریمہ ''وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ'' میں ایک قرات شاذہ ثمود کے نصب کے ساتھ ہے تو کیا اس صورت میں یہ زیدا عرفتہ کی طرح دونوں معنی کی محتمل ہو گی؟

جواب: مصنف نے کہا یہ آیت فقط تخصیص کا ہی فائدہ دے گی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں مفعول سے قبل فعل مقدر ماننا ممتنع ہے کیونکہ اس صورت میں اما اور فا کے مابین فاصلہ ضروری ہے جو کہ ممکن نہ ہو گا۔

سوال نمبر 167: مفعول کے علاوہ بقیہ ملحقات کی تقدیم کا بیان نہیں ہوا؛ اس کو بھی امثلہ سے بیان کریں۔

جواب: جس طرح مفعول کی تقدیم مفیدِ تخصیص ہے اسی طرح بقیہ مفعول کے ملحقات کی تقدیم میں بھی تخصیص حاصل ہو گی مثلا جار مجرور بزید مررت، ظرف یوم الجمعة سرت، فی المسجد صلیت، مفعول مطلق تادیبا ضربته، حال ماشیا حججت تو ان سب میں تقدیم تخصیص کا فائدہ دے رہی ہے۔

سوال نمبر 168: مصنف کے قول'' والتخصیص لازم للتقدیم غالبا '' کی وضاحت کریں اور غالبًا کی قید کا فائدہ ذکر کریں۔

جواب: مصنف اس عبارت میں فرمارہے ہیں کہ تخصیص عموما تقدیم کو لازم ہے یعنی مفعول اور اس کی مثل کی تقدیم جہاں ہو گی تو اکثر صورتوں میں تخصیص پائی جائے گی اس کا انفکاک نہ ہو گا اور اس پر استقرا کی شہادت اور ذوق کا حکم موجود ہے۔غالبًا کی قید مصنف نے اس وجہ سے لگائی کہ لزوم کلی کا ثبوت نہیں کیونکہ تقدیم کی اور بھی اغراض ہوتی ہیں مثلافقط اہتمام، تبرک، استلذاذ، سامع کے کلام کی موافقت، ضرورتِ شعری، سجع، قافیہ اور فاصلہ کی رعایت وغیرھا امور ہیں۔ مثلا اللہ عزوجل کا یہ فرمان '' خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ'' اسی طرح '' وَ اِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ'' یوں ہی '' فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْؕ وَ اَمَّا السَّآىٕلَ فَلَا تَنْهَرْ''۔اسی طرح '' وَ مَا ظَلَمْنٰهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ''اس طرح کی بہت سی امثلہ ہیں؛ جہاں تخصیص کا اعتبار کرنا بالکل مناسب نہیں۔

سوال نمبر 169: مفعول کی تقدیم تخصیص کا فائدہ دیتی ہے اور یہ تقدیم کو لازم ہے اس پر کچھ امثلہ بھی دیں۔

جواب: جی ایسی بہت سی قرآنی امثلہ ہیں جہاں تقدیمِ مفعول سے تخصیص حاصل ہوتی ہے۔ مثلاً فرمان باری ہے "اِیَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاكَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ" اس کا معنی ہے کہ ہم تجھے عبادت اور استعانت کے ساتھ اس معنی میں کہ موجودات کے مابین تجھے اس کے ساتھ خاص کرتے ہیں اور تیرے غیر کی نہ عبادت کرتے اور نہ ہی اس سے مدد چاہتے ہیں۔ دوسری مثال "لَاِلَی اللّٰہِ تُحۡشَرُوۡنَ" اس کا معنی ہے اسی کی طرف تم اٹھائے جاؤ گے نہ کہ اس کے غیر کی طرف۔

سوال نمبر 170: کیا مفعول اور ان کے ملحقات کی تقدیم؛ تخصیص کے علاوہ بھی کوئی فائدہ دیتی ہے؟

جواب: جی ہاں مذکورہ تمام صورتوں میں تقدیم تخصیص کے بعد مقدم کی اہمیت کو بھی اجاگر کرتی ہے کیونکہ اہل عرب اسی کو مقدم کرتے جس کا معاملہ اہم ہو۔ اسی وجہ سے بسم اللہ میں فعل کو موخر مقدر مانتے ہیں یعنی بسم اللہ افعل تاکہ اختصاص کے ساتھ ساتھ اہمیت بھی اجاگر ہو کیونکہ مشرکین اپنے باطل معبودوں کے نام سے ابتدا کرتے ہوئے کہتے باسم اللات ، باسم العزیٰ تو موحد اسم اللہ کو ابتدا کے ساتھ اہمیت اجاگر کرنے اور ان کے رد کے لیے مخصوص کرنے کا ارادہ کرے گا۔

سوال نمبر 171: اگر تقدیم تخصیص کے ساتھ ساتھ مفید اہتمام ہوتی تو ضروری تھا کہ "اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ" میں بھی تقدیم ہوتی کیونکہ کلام اللہ رعایت کا زیادہ حق رکھتا ہے؟

جواب :اس کے چند جواب ہیں۔اول جواب صاحب کشاف نے دیا کہ اگرچہ فی نفسہ اللہ عزوجل کا ذکر اہم ہے مگر یہاں مقام؛ مقامِ قرات ہے کہ یہ نازل ہونے والی اول سورت ہے تو قرات کا حکم اس عارض کی وجہ سے اہم ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ ''بِاسْمِ رَبِّكَ ''یہ دوسرے اِقْرَأْ کے متعلق ہے یعنی یہ مابعد والے اِقْرَأْ کے متعلق ہے اور پہلے اِقْرَأْ کا معنی ہے '' اوجد القراۃ'' یعنی آپ قرات کو وجود دیں یعنی قرات کریں۔اس میں ''فلان یعطی ''کی طرح کسی مقرؤبہ کا اعتبار نہیں ہے۔یہ جواب صاحب مفتاح نے دیا ہے۔

سوال نمبر 172: فعل کے بعض معمولات کو بعض پر مقدم کرنے کی کچھ وجوہات بیان کریں؟

جواب : فعل کے معمولات میں سے ایک کو دوسرے پر مقدم کرنے کی چار وجوہات درج ذیل ہیں۔

1)اصل اس کی تقدیم ہی ہوتی ہے اور اصل سے عدول کا مقتضی نہیں ہوتا؛اس لیے مقدم کرتے ہیں۔مثلاضرب زید عمروا میں فاعل کی مفعول پر تقدیم اور اعطیت زیدا درھما میں مفعول اول کی ثانی پر تقدیم اسی وجہ سے ہے۔

2)اس کا ذکر اہم ہوتا ہے اس لیے مقدم کیا جاتا ہے مثلا قتل الخارجی فلان کہ یہاں مفعول کی فاعل پر تقدیم اس وجہ سے ہے کہ قتل میں اہم مقتول خارجی ہے کہ اس کے شر سے لوگوں نے چھٹکارہ پایا۔

3)اس کی تاخیر میں بیانِ معنی میں خلل ہو گا اس لیے مقدم کر دیتے ہیں مثلا فرمان باری تعالیٰ ''وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَكْتُمُ اِیْمَانَهٗۤ''(المؤمن:28)میں جار مجرور مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ کو مقدم کیا کیونکہ اگر اس کو یَكْتُمُ اِیْمَانَهٗۤ سے موخر کریں تو یہ وہم ہوتا کہ یہ یَكْتُمُ اِیْمَانَهٗۤ کا صلہ ہے اور متکلم کا مقصود کہ وہ شخص اہل فرعون سے تھا، اس میں خلل واقع ہوتا کیونکہ تاخیر کی صورت میں معنی ہوتا ایک مومن مرد نے کہا جو اپنے ایمان کو آل فرعون سے چھپاتا تھا۔

حاصل کلام یہ کہ اس آیت میں اس کے تین اوصاف ذکر کیے گئے، اول اس کا مومن ہونا، ثانی اس کا آل فرعون سے ہونا اور ثالث اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھنا ؛تو اول کو ثانی پر اس لیے مقدم کیا کہ وہ زیادہ شرف اور فضیلت والا ہے اور ثانی کو ثالث پر اس لیے مقدم کیا تا کہ خلافِ مقصود کا وہم نہ ہو۔

4)اس کی تاخیر میں تناسب جیسے رعایتِ فاصلہ وغیرہ میں خلل ہوتا ہے اس لیے مقدم کر دیتے ہیں۔ مثلا '' فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِهٖ خِیْفَةً مُّوْسٰى '' (طه:67) یہاں جار مجرور اور مفعول کی فاعل پر تقدیم ہے کیونکہ اگر موخر کریں تو فاصلہ میں خلل ہو گا کہ آیات کے فواصل الف پر مبنی ہیں۔

قصر کا بیان

سوال نمبر 173: قصر کا لغوی و اصطلاحی معنی بیان کریں؟

جواب: قصر لغوی معنی "الحبس "یعنی روکنا۔

اور اصطلاحی معنی مخصوص طریقے سے ایک شئے کو دوسری کے ساتھ خاص کرنا ہے۔

سوال نمبر 174: ابتدا میں قصر کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟

جواب: ابتداًاس کی دو قسمیں ہیں۔

1) قصر حقیقی: ایک شئے کو دوسری کے ساتھ اس طرح خاص کرنا کہ وہ نفس الامر میں اصلاًاس کے غیر کی طرف تجاوز نہ کرے۔ جیسے "لاالہ الااللہ"

2) قصر غیر حقیقی یا اضافی: ایک شئے کو دوسری کے ساتھ اس طرح خاص کرنا کہ کسی دوسری شئے کی طرف نسبت کرتے ہوئے وہ غیر کی طرف تجاوز نہ کرے۔ جیسے "مازید الاقائم"۔

سوال نمبر 175: قصر الموصوف علی الصفة اور قصر الصفة علی الموصوف کی وضاحت کریں۔

جواب: قصر حقیقی اور اضافی میں سے ہر ایک پھر دو قسمیں ہیں۔

(1) قصر الموصوف علی الصفة: یہ ہے کہ موصوف اس صفت سے کسی دوسری صفت کی طرف تجاوز نہ کرے لیکن یہ جائز ہے کہ وہ صفت کسی دوسرے موصوف کی ہو۔ جیسے "مازید الاکاتب" جب کہ وہ کتابت کے علاوہ کسی چیز سے متصف نہ ہو

(2)قصر الصفتۃعلی الموصوف: یہ ہے کہ وہ صفت اس موصوف سے دوسرے موصوف کی طرف تجاوز نہ کرے لیکن یہ جائز ہے کہ اس موصف کی دوسری صفات ہوں۔ جیسے "مافی الدار الازید"۔

سوال نمبر 176: قصر میں صفت سے کیامراد ہے؟

جواب: یہاں صفت سے مراد صفتِ معنویہ یعنی قائم بالغیر ہے نہ کہ نحوی صفت یعنی وہ تابع جو اپنے متبوع میں پائے جانے والے معنی پر دلالت کرے اور شمول نہ ہو۔

سوال نمبر 177: مذکورہ دونوں معنی میں کون سی نسبت ہے؟

جواب: دونوں میں نسبت عموم خصوص من وجہ ہے کیونکہ ان کے مابین ایک مادہ اجتماعی ہے جیسے ''اعجبنی ھذا العلم''اور دومادہ افتراقی ہیں جیسے ''العلم حسن ''اور''مررت بھذا الرجل''۔

سوال نمبر 178: ''والاول من الحقیقی لا یکاد یوجد''اس عبارت کی وضاحت کریں۔

جواب: مصنف یہاں یہ بتارہے ہیں کہ قصر الموصوف علی الصفۃ حقیقی جیسے مازید الا کاتب جب کہ متکلم کا مقصود یہ ہو کہ وہ کتابت کے علاوہ کسی شے سے متصف نہ ہو، یہ قسم پائی ہی نہیں جاتی کیونکہ کسی شے کی تمام صفات کا احاطہ متعذر ہے کہ ان میں سے کسی ایک کو ثابت کیا جائے اور ماعدا کی بالکلیہ نفی کردی جائے بلکہ یہ تو محال ہے کیونکہ جس صفت کی نفی کی جائے گی اس کی نقیض بھی ہوگی اور وہ

نقیض ایسی صفت ہے کہ جس کی نفی ممکن نہیں ورنہ اجتماع نقیضین ہو گا؛ کیونکہ جب ہم کہیں ''ما زید الا کاتب''اور مراد یہ ہو کہ وہ کتابت کے علاوہ کسی صفت سے متصف نہیں تو لازم آئے گا کہ وہ قیام اور اس کی نقیض دونوں سے متصف نہ ہو اور یہ محال ہے۔

سوال نمبر179: والثانی کثیر''اس عبارت کی وضاحت کریں۔

جواب: مصنف فرمارہے ہیں کہ قصر الصفة علی الموصوف حقیقی کا وجود کثیر ہے مثلا ما فی الدار الا زید کا معنی ہو گا کہ معین گھر میں ہونا زید کے ساتھ خاص ہے ،کسی اور کو حاصل نہیں اور یہ بلاریب درست ہے۔البتہ بعض اوقات بقیہ بھی اس صفت میں شریک تو ہوتے ہیں مگر بطورِ مبالغہ معین موصوف کے ساتھ ہی صفت کو خاص کر دیتے ہیں۔ گویا کہ باقی موصوف کالعدم ہیں اور کسی شمار اور گنتی میں نہیں مثلا" ما فی الدار الا زید" سے متکلم کا مقصود یہ ہو کہ سوائے زید کے جو بھی گھر میں ہے وہ بمنزلہ عدم کے ہے لہذا اب یہ قصر حقیقی ادعائی ہو جائے گا۔

سوال نمبر180: قصر افراد، قلب اور تعیین کی امثلہ سے وضاحت کریں۔

جواب: قصرِ افراد: یہ ہے کہ مخاطب دو اشیاء کے ایک حکم میں اشتراک کا اعتقاد رکھتا ہے تو اس کے اعتقاد کو رد کرنے کے لیے ایک شئے کو حکم کے ساتھ خاص کرنا قصرِ افراد کہلاتا ہے۔ جیسے "لاالہ الا اللہ" اس میں مشرکین کے شرکت کے اعتقاد کو رد کر دیا گیا ہے۔

قصرِقلب: یہ ہے کہ مخاطب کسی شئے کو حکم کے ساتھ خاص جانتا ہے تو اس کی نفی کرنے کے لیے ؛دوسری شئے کو حکم کے ساتھ خاص کرنا قصرِ قلب کہلاتا ہے۔ جیسے مخاطب کا اعتقاد ہے کہ زید بیٹھا ہے تو اس کو کہنا کہ "مازید الاقائم"

قصرِتعیین: یہ ہے کہ مخاطب دوامروں میں متردِّد ہو کہ اس میں کون سا حکم ثابت ہے تو اس کی رہنمائی کرتے ہوئے اس کو ایک امر کے ساتھ خاص کر دینا قصرِ تعیین کہلاتا ہے۔ جیسے "انما المنطلق زید"

سوال نمبر181: لفظ دون کا معنی حقیقی اور مجازی کیا ہے؟

جواب: دون اصل میں "ادنیٰ مکان من الشئی "یعنی کسی چیز سے نیچے کی جگہ میں ہونا، کے لیے ہے مثلا کہا جاتا ہے "ھذا دون ذاك "یعنی یہ اس سے نچلے مکان میں ہے۔ پھر احوال و مراتب میں تفاوت کے لیے اسے بطور استعارہ استعمال کیا جانے لگا۔ پھر اس میں مزید وسعت کی گئی اور ہر اس شے کے لیے استعمال ہونے لگا جو ایک حد سے دوسری حد تک تجاوز کر جائے یا ایک حکم سے دوسرے حکم تک بڑھ جائے۔

سوال نمبر182: قصر افراد، قلب اور تعیین کی شرائط کیا ہیں؟

جواب: قصر الموصوف علی الصفة جب قصر افراد ہو تو اس میں دونوں اوصاف میں تنافی کا نہ ہونا شرط ہے تا کہ مخاطب کا یہ اعتقاد درست ٹھہرے کہ موصوف دونوں میں شریک ہے اور پھر متکلم کا ایک صفت کی نفی کرنا صحیح ہو مثلا ما زید الا شاعر لا کاتب او منجما اگر کاتب اور منجم کی جگہ مفحم ہو تو مخاطب کا اعتقادِ

شرکت درست نہ ہو گا کیونکہ مفحم غیر شاعر کو کہتے ہیں جو شاعریت کے منافی صفت ہے۔

جب قصر الموصوف علی الصفۃ قصر قلب ہو تو اس کی شرط یہ ہے کہ دونوں وصفوں میں تنافی ہو تاکہ منفی صفتِ ثابتہ کے منافی ہو سکے مثلا ما زید الا قائم لا قاعد او مضطجعا وغیرہ اوصاف ہوں تاکہ وہ قیام کے منافی ہو۔

اور قصر تعیین میں دونوں وصفوں میں تنافی یا عدم تنافی کی کوئی شرط نہیں بلکہ یہ اعم ہے لہذا قصر افراد اور قلب میں سے ہر ایک کی مثال قصر تعیین کی مثال بن سکتی ہے مگر اس کا عکس نہیں ہو سکتا۔

سوال نمبر 183: قصر قلب کی جو شرط مصنف نے بیان کی اس پر علامہ تفتازانی نے کیا اعتراض کیا ہے؟

جواب: علامہ تفتازانی کہتے ہیں کہ قصر قلب میں ماتن نے جو تنافی کی شرط لگائی یہ ضائع ہے کیونکہ "ما زید الا شاعر "اس مخاطب کو کہنا جو اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ کاتب ہے شاعر نہیں، قصر قلب ہے جیسا کہ صاحب مفتاح نے اس کی صراحت کی ہے حالانکہ شعر و کتابت میں تنافی نہیں ہے اور مصنف کے مطابق تو یہ قصر کی اقسام سے خارج ہو جائے گا۔ لہذا صاحب مفتاح نے اس شرط کو ترک کر کے اچھا کیا۔

سوال نمبر184: قصر کے کتنے اور کون کون سے طریقے ہیں؟

جواب: مصنف نے قصر کے چار طرق بیان کیے۔

1) عطف جیسے ما زید کاتبا بل شاعر یا زید شاعر لا کاتب یہ قصر افراد کی مثال ہے اور قصر قلب جیسے زید قائم لا قاعد اور ما زید قائما بل قاعد۔

2) نفی اور استثناء جیسے قصر افراد ما زید الا شاعر اور قصر قلب ما زید الا قائم۔

3) انّما جیسے قصر افراد انّما زید کاتب اور قصر قلب جیسے انما زید قائم۔

4) تقدیم یعنی جس کا حق تاخیر ہو اسے مقدم کرنا جیسے خبر کی مبتدا پر اور معمولات کی فعل پر تقدیم، مثلاً تمیمیٌّ انا۔

سوال نمبر 185: انّما قصر کا فائدہ کیسے دیتا ہے؟ نیز ماتن نے اس کے مفید قصر ہونے پر دلائل کیوں ذکر کیے؟

جواب: انّما چونکہ ما اور الاّ کے معنی کو متضمن ہے اس لیے اس میں قصر کا معنی پایا جاتا ہے۔ ماتن نے اس کے مفیدِ قصر ہونے پر تین دلائل ذکر کیے کیونکہ علما کا اس کے مفیدِ قصر ہونے اور ما اور الاّ کے معنی کو متضمن ہونے میں اختلاف تھا۔

سوال نمبر 186: انّما کے مفید قصر ہونے پر ماتن کے تین دلائل کا خلاصہ تحریر کریں۔

جواب: ماتن نے اپنے موقف پر تین دلائل ذکر کیے ان میں سے پہلی دلیل اللہ عزوجل کا فرمان ہے "اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ" مفسرین نے فرمایا اس کا معنی ہے ما حرّم علیکم الاّ المیتۃ؛ لہٰذا پتا چلا کہ انّما حصر کے لیے آتا ہے اور یہ ما اور الاّ کے معنی میں ہوتا ہے۔

سوال نمبر 189: ” انّما حرّم علیکم المیتۃ“ میں کتنی قراتین ہیں؟ اور مصنف کا استدلال کون سی قرات سے ہے؟

جواب: اس میں تین قراتین ہیں۔ اول یہ کہ حرّم فعل معروف ہو اور المیتۃ منصوب ہو اور مفعول بہ بنے۔

ثانی یہ کہ حرّم فعل معروف ہو اور المیتۃ مرفوع ہو اور انّ کی خبر بنے۔

ثالث یہ کہ حرّم فعل مجھول ہو اور المیتۃ مرفوع ہو اور نائب الفاعل بنے۔

مصنف کا استدلال پہلی قرات سے ہے۔

سوال نمبر 188: ماتن کی اپنے موقف پر دوسری دلیل کیا ہے؟

جواب: ماتن نے دوسری دلیل نحویوں کا قول ذکر کیا کہ وہ کہتے ہیں "انّما" اپنے مابعد مذکور کو ثابت کرنے اور ماسوا کی نفی کے لیے آتا ہے۔ اس سے بھی سمجھ آتا ہے کہ یہ قصر کا مفید ہے۔ مثلاً قصر الموصوف میں انما زید قائم میں قیام زید کا اثبات ہے اور قیام کے ماسوا کی نفی ہے۔ قصر الصفتۃ میں جیسے انّما یقوم زید میں زید کے قیام کا اثبات اور اس کے علاوہ عمرو، بکر سے قیام کی نفی ہے۔

سوال نمبر 189: ماتن نے انّما کے مفید حصر ہونے پر تیسری دلیل کیا دی؟

جواب: تیسری دلیل کا خلاصہ کچھ یوں ہے کہ قاعدہ ہے ضمیر منفصل وہاں استعمال کی جائے گی جہاں ضمیر متصل متعذر ہو جائے تو اس قاعدہ کی روشنی میں دیکھیں تو انّما کے ساتھ ضمیر منفصل لانا صحیح ہے جیسے انّما یقوم انا تو پتا چلا یہاں

تعذر تھا جبھی انفصال جائز ہوا اور تعذر اسی وقت ہو گا جب انمّا ،ما اور الاّ کے معنی میں ہو اور اس کا معنی مایقوم الا انا ہو۔

سوال نمبر 190: آپ کے پاس کیا دلیل ہے کہ انمّا کے بعد ضمیر منفصل لانا جائز ہے؟

جواب: ماتن نے اپنے موقف پر بطور استشہاد اس کا شعر پیش کیا جس کے کلام سے استشہاد صحیح ہے اور وہ فرزدق ہے۔اس کا شعر ہے،

انا الذائد الحامی الذما و انمّا یدافع عن احسابھم انا او مثلی

ترجمہ: میں دفاع کرنے والا اور اپنے عہد کا محافظ ہوں اور بلاشبہ میں اور میری مثل شخص ہی اپنی قوم کے حسب ونسب کا دفاع کرتا ہے۔

اس شعر میں فرزدق انمّا کے بعد انا ضمیر کو منفصل اور عامل سے جدا لے کر آیا تو اس سے پتا چلا ایسا کرنا جائز ہے۔

سوال نمبر 191: قصر کے طرق اربعہ میں کتنی اور کون کون سی جہت سے اختلاف ہے؟ خلاصہ تحریر کریں۔

جواب: یہ چاروں طرق قصر کا فائدہ دینے میں متحد ہیں مگر چار اعتبارات سے ان میں باہم اختلاف ہے۔جو کہ درج ذیل ہے۔

وجہ اول: تقدیم کی قصر پر دلالت مفہومِ کلام سے ہے یعنی ذوق سلیم کا مالک غور کرے گا تو اسے قصر سمجھ آئے گا جب کہ بقیہ تین طریقوں کی وضع ہی قصر کے لیے ہوئی ہے۔

وجہ ثانی: اختلاف کی دوسری وجہ یہ ہے کہ عطف کے طریقے میں اصل یہ ہے کہ امرِ مثبت اور منفی پر نص ہو گی اور اسے ترک نہ کیا جائے گا مگر جب اطناب کا اندیشہ ہو۔ مثلاً جب کہا جائے زید یعلم النحو و العروض و التصریف تو اس کے جواب میں قصر کرنے والا یوں کہے گا زید یعلم النحو لا غیر جبکہ باقی تین طرق میں اصل یہی ہے کہ فقط مثبت پر نص ہو۔

وجہ ثالث: لا عاطفہ کے ساتھ نفی، نفی واستثناء کے طریقے کے ساتھ جمع نہیں ہو گی۔ لہذا یوں کہنا درست نہیں ما زید الا قائم لا قاعد، اس طرح کی ترکیب کبھی مصنفین کے کلام میں واقع ہو جاتی ہے۔ اور لا عاطفہ کے نفی واستثنا کے ساتھ استعمال نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ لا عاطفہ سے منفی امر کی شرط یہ ہے کہ وہ منفی اس سے پہلے کسی اور ادواتِ نفی سے منفی نہ ہو اور یہ شرط نفی واستثنا میں مفقود ہے۔ جب کہ باقی تین طرق کے ساتھ لا عاطفہ کی نفی جمع ہو جاتی ہے پس کہا جائے گا انّما انا تمیمی لا قیسیّ اور ھو یاتینی لا عمرو، اس کی وجہ یہ ہے کہ ان دونوں میں نفی کی صراحت نہیں ہوتی۔

وجہ رابع: قصر کے طرق اربعہ میں اختلاف کی چوتھی وجہ یہ ہے کہ نفی واستثنا کی اصل یہ ہے کہ جس حکم کے لیے ان کو استعمال کیا گیا وہ ایسا ہو جس سے مخاطب لا علم ہو اور اس کا منکر ہو جب کہ انّما میں اصل یہ ہے کہ اس میں مستعمل حکم مخاطب کے

علم میں ہو اور وہ اس کا منکر بھی نہ ہو۔ مثلا دور سے دکھنے والی شبیہ کو دیکھ کر مخاطب کو کہنا ما ھو الا زید جب کہ اس کا اعتقاد ہو کہ وہ شبیہ زید کے علاوہ کی ہے اور وہ اس پر مصر ہو۔ اسی طرح انما کی اصل کی مثال یہ ہے کہ انما ھو اخوك یہ اس کو کہا جائے گا جو اس بات کو جانتا اور مانتا بھی ہے اور متکلم کا مقصود یہ ہے کہ وہ مخاطب کو اپنے بھائی پر مشفق بنادے۔

سوال نمبر 192: وجہ رابع میں نفی واستثنا کی جو اصل بیان کی گئی اس کے خلاف کی صورت بمع مثال ذکر کریں۔

جواب: بعض اوقات کسی اعتبار مناسب کی بنا پر معلوم کو بمنزلہ مجہول کے کر دیا جاتا ہے اور اس میں نفی واستثنا کا طریقہ استعمال کرتے ہیں۔ اسکی ماتن نے دو امثلہ، ایک قصر افراد اور دوسری قصر قلب سے ذکر کی۔

پہلی مثال: "وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ "یعنی محمد ﷺ رسالت کے ساتھ خاص ہیں اور ہلاکت سے بری ہونے کی طرف تجاوز نہیں کرتے۔ اس کلام کا مخاطب صحابہ کرام علیہم الرضوان تھے جو جانتے تھے کہ آپ رسول ہیں اور رسالت و تبری عن الھلاک کے جامع نہیں ہیں مگر چونکہ وہ آپ کی وفات کو ایک عظیم معاملہ سمجھتے تھے تو ان کے اس معاملہ کو عظیم سمجھنے کو، ان کے انکار کے قائم مقام کر دیا گیا گویا وہ اس کا انکار کرتے ہیں اور نفی واستثنا کو یہاں استعمال کیا گیا۔

مثال ثانی: فرمان باری تعالیٰ ہے" اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا "(ابراھیم: 10) اس کے مخاطب انبیا علیہم السلام ہیں جو اپنے بشر ہونے کے منکر نہ تھے مگر انہیں منکرین کے مرتبے میں اتار دیا گیا کیونکہ کفار یہ کہتے تھے کہ رسول بشر نہیں ہو سکتا اور اس کے

جواب میں یہ مخاطبین اپنے دعویٰ رسالت پر اصرار کرتے تھے پس ان کفار نے انہیں بشریت کے منکرین کے مرتبہ میں اتار دیا، کیونکہ وہ یہ فاسد اعتقاد رکھتے تھے کہ رسالت اور بشریت میں تنافی ہے اور کہا'' اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ''یعنی تم بشریت کے ساتھ خاص ہو، تمہارے لیے وصفِ رسالت نہیں ہو سکتا۔

سوال نمبر 194: مذکورہ آیت میں قصر کی تقریر پر ایک سوال ہوتا ہے کہ انبیا اور رسل نے بھی تو کفار کو کہا'' اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ''اور یوں انہوں نے بشریت پر اقتصار کا اعتراف کر کے تسلیم کر لیا کہ ان سے رسالت منتفی ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

جواب: ماتن نے اسی سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا'' کہ مخاطبین رسل کا یہ قول خصم کے بعض مقدمات کو تسلیم کر کے ارخاء عنان اور مجاراتِ خصم کے باب سے ہے۔ (مجارات کا معنی ہے خصم کے ساتھ تھوڑی دیر چلنا) تاکہ خصم اپنی لغزش پر مطلع ہو سکے۔ یہ کام اس لیے کیا جاتا ہے تاکہ خصم کو خاموش کرانا ممکن ہو سکے۔ اس کلام کا یہ مطلب نہیں کہ انہوں نے انتفاء رسالت کو تسلیم کر لیا۔ اس جواب کی روشنی میں آیت کا مفہوم یہ بنا کہ رسل نے کہا تمہارا یہ دعویٰ کرنا کہ ہم بشر ہیں، حق ہے ہم اس کے منکر نہیں مگر بشر ہونا اس بات کے منافی نہیں کہ اللہ عزوجل ہم پر رسالت کے ساتھ احسان فرمائے لہذا انہوں نے اپنے لیے بشریت کو ثابت کیا۔ اب رہا یہ کہ انہوں نے قصر کے طریقے پر بشریت کو ثابت کیوں کیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی وجہ خصم کے کلام کی موافقت ہے۔

سوال نمبر 195: وجہ رابع میں انمّا کی جو اصل بیان کی اس کے خلاف کی صورت بمع مثال بیان کریں۔

جواب: انمّا کی اصل تو یہی ہے کہ وہ ایسے امر میں استعمال ہوگا جو مخاطب کو معلوم ہو مگر بعض اوقات مجہول امر کو معلوم کے مرتبہ میں رکھ کر بھی وہاں انمّا کو استعمال کر لیتے ہیں۔اس کی مثال اللہ عزوجل کا وہ فرمان ہے جو یہود سے حکایت فرمایا کہ " اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ "اس میں انہوں نے دعویٰ کیا کہ ان کا مصلح ہونا ایسا ظاہر امر ہے جس سے مخاطب لاعلم نہیں ہو سکتا اور اس کا انکار نہیں کر سکتا۔اسی وجہ سے ان کا رد کثیر تاکیدات کے ساتھ آیا کہ فرمایا" اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ "غور کریں یہاں کتنی تاکیدات ہیں!

1)جملہ اسمیہ جو ثبوت پر دال ہے۔

2)خبر کا معرفہ لانا جو حصر پر دال ہے۔

3)ضمیر فصل درمیان میں لانا جو اس حصر کو مزید موکد کر رہی ہے۔

4)کلام کے شروع حرفِ تنبیہ لائے جو دال ہے کہ مضمونِ کلام انتہائی اہم اور خصوصی توجہ کا مقتضی ہے۔

5)انّ کے ساتھ تاکید

6)ان سب کے بعد" وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ "لے کر آئے جو خود ڈانٹ اور دھمکانے پر دال ہے۔

سوال نمبر 195: انّما اور عطف میں کیا فرق ہے؟ نیز انّما کے استعمال کا احسن موقع کون سا ہے؟

جواب: انّما کو عطف پر ایک فضیلت یہ بھی حاصل ہے کہ انّما میں دونوں حکم یعنی اثبات و نفی یکبارگی معقول ہوتے ہیں بخلاف عطف کے کہ اس میں اولا اثبات پھر نفی سمجھی جاتی ہے۔ جیسے زید قائم لا قاعد یا اس کا عکس ہوگا جیسے ما زید قائما بل قاعد۔

انّما کے استعمال کے مواقع میں سب سے اچھا موقع تعریض ہے جیسے "اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ" اس میں کفار پر تعریض ہے کہ وہ زیادتی جہالت کی بنا پر چوپایوں کی طرح ہیں تو ان سے تفکر کی طمع کرنا چوپایوں سے طمع کرنے جیسا ہے۔

سوال نمبر 196: کیا قصر جملہ فعلیہ میں بھی پایا جاتا ہے یا جملہ اسمیہ کے ساتھ خاص ہے؟

جواب: گزشتہ اوراق میں چونکہ اکثر امثلہ جملہ اسمیہ سے دی گئی ہیں جس سے وہم ہو سکتا تھا کہ قصر کا باب جملہ اسمیہ کے ساتھ خاص ہے اس وہم کو دفع کرنے کے لیے ماتن نے کہا کہ قصر جس طرح مبتدا اور خبر کے مابین پایا جاتا ہے اسی طرح فعل و فاعل اور ان کے علاوہ متعلقات کے مابین بھی ہوتا ہے۔ جس کی چند امثلہ درج ذیل ہیں۔ ماضرب زید الا عمرا، ماضرب عمرا الا زید، ما اعطیت زیدا الا درھما۔

سوال نمبر 197: استثنا کے طریقے میں مقصور علیہ کہاں واقع ہوگا؟

جواب: استثنا کے طریقے میں مقصور علیہ اداتِ استثنا کے بعد ہوگا پس اگر فاعل پر قصر کا ارادہ ہوگا تو کہا جائے گا ما ضرب عمرا الا زید اور اگر مفعول پر قصر کا ارادہ ہوگا تو کہا جائے گا ما ضرب زید الا عمرا۔ مقصور علیہ اور اداتِ استثنا کی مقصور پر تقدیم قلیل ہے مثلاً ما ضرب الا عمرا زید اور ما ضرب الا زید عمرا۔

مقصور علیہ اور ادات اپنے حال پر باقی رہیں گے اور ان کی مقصور پر تقدیم قلیل اس وجہ سے ہے کہ اگر ایسا ہو تو تمامیت سے قبل صفت کا قصر لازم آئے گا کیونکہ فاعل پر مقصور صفت یہ ہے کہ وہ مفعول پر واقع فعل ہے نہ کہ مطلق فعل پس مقصود مفعول کے ذکر سے پہلے تام نہ ہوگا اور قصر کرنا اچھا نہ ہوگا۔ البتہ قلیل طور پر جواز؛ اس وجہ سے کہ وہ صفت تام کے حکم میں ہے کہ بالآخر متعلق کا ذکر ہونا تو ہے۔

سوال نمبر 198: نفی اور استثنا مفیدِ قصر کیوں ہوتے ہیں؟ اس کا سبب کیا ہے؟

جواب: استثنا مفرّغ جس میں مستثنی منہ محذوف ہو اور الّا کے مابعد کو عوامل کے مطابق اعراب دیا جائے، میں نفی مستثنی منہ مقدر، عام اور مستثنی کے جنس اور صفت میں مناسب کی طرف راجع ہوتی ہے اور جب نفی اس مقدر، عام اور مناسب مستثنی منہ کی طرف متوجہ ہوگی تو اس مقدر میں سے کسی شے کو الّا کے ذریعے ثابت کیا جائے گا تو قصر ضرور حاصل ہوگا کیونکہ اس مستثنی کے علاوہ باقی اسی انتفا کی صفت پر باقی رہے گا۔

ہم نے مستثنی منہ کے مقدر ہونے کا کہا؛ اس لیے کہ الّا اخراج کے لیے ہے اور اخراج کے لیے مخرج کا ہونا ضروری ہے۔ عام اس لیے تاکہ وہ مستثنی و غیر مستثنی

کو شامل ہو سکے اور یوں اخراج ممکن ہو۔ نیز مستثنی کی جنس میں صفت کی مثال جیسے "ما ضرب الا زید" اصل میں " ما ضرب احد" تھا۔ " ما کسوته الا جبةً" اصل میں " ما کسوته لباسا" تھا۔ " ما جاء الا راکبا" دراصل " ما جاء کائنا علی حال من الاحوال " تھا۔ " ما سرت الا یوم الجمعه " اصل میں " ما سرت وقتا من الاوقات" تھا۔ علی هذا القیاس۔ رہا صفت میں مناسب ہونا تو اس سے مراد فاعلیت ،مفعولیت،اور حالیت وغیرہ میں مناسب ہونا ہے۔

سوال نمبر 199: " انّما " میں مقصور علیہ کہاں واقع ہو گا؟

جواب: " انّما " میں مقصور علیہ مؤخر ہو گا مثلا " انما ضرب زید عمروا " اور اس مقصور علیہ کی غیر پر تقدیم جائز نہیں کیونکہ اس صورت میں " انما ضرب زید عمروا " اور " انما ضرب عمروا زید " میں التباس کا خوف ہے بخلاف نفی اور استثنا کے؛ کہ وہاں التباس کا کوئی خوف نہیں کیونکہ مقصور علیہ " الّا " کے بعد مذکور ہوتا ہے برابر ہے اسے مقدم کریں یا مؤخر۔

سوال نمبر 200: کیا لفظ غیر قصر کا فائدہ دیتا ہے؟

جواب: جی ہاں " غیر " الّا کی طرح قصر الموصوف علی الصفة اور قصر الصفة علی الموصوف دونوں کا فائدہ دیتا ہے نیز لا عاطفہ کے ساتھ اس کو جمع کرنا ممتنع ہے جیسا کہ پہلے گزرا، لهذا " مازید غیر شاعر ولا کاتب " اور " ما شاعر غیر زید ولا عمرو " کہنا صحیح نہیں۔

معروضی سوالات

.1 مختصر المعانی شرح ہے

1) تلخیص المفتاح کی * 2) مطول

3) مفتاح العلوم 4) ان میں سے کوئی نہیں

2۔ مختصر المعانی کے مصنف ہیں

ا) مسعود بن عمر * 2) عبد الرحمن قزوینی

3) امام سکاکی 4) عبد القاہر جرجانی

3۔ تفتازانی کی تاریخ وفات ہے

1) 600 2) 750

3) 780 4) 792*

4۔ تلخیص المفتاح متن ہے

1) مفتاح العلوم کا * 2) جواہر البلاغۃ کا

3) مختصر المعانی کا 4) مطول کا

5۔ مختصر المعانی کے مصنف پیدا ہوئے

1) بغداد میں 2) ہرات میں

3) کوفہ میں 4) ان میں سے کوئی نہیں *

6۔ احوال مسند باب ہے

1) علم بیان کا 2) علم بدیع کا

3) علم معانی کا * 4) ان میں سے کوئی نہیں

7۔ فانی وقیار بہا لغریب یہ مثال ہے

1) حذف مسند الیہ کی 2) قصر کی

2) حذف مسند کی * 4) حذف مفعول کی

8۔ فانی وقیار بہا لغریب میں کونسا معنی پایا جارہا ہے

1) تحسّر کا * 2) امر کا

3) نہی کا 4) تمنی کا

9۔ فانی وقیار بہا لغریب اس میں حذف مسند کی وجہ کیا ہے

1) احتراز عن العبث 2) اختصار

3) دونوں * 4) ان میں سے کوئی نہیں

10۔ فانی وقیار بہا لغریب اس میں قیّار کا عطف انّ کے اسم کے محل پر کرنا

ا)جائز ہے 2)واجب ہے

3)ممنوع ہے* 4)ان میں سے کوئی نہیں

11۔زید منطلق وعمرو میں حذف مسند کی وجہ ہے

1) تنگی مقام 2)احتراز عن العبث*

3)دونوں 4)ان میں سے کوئی نہیں

12۔اذافجائیہ دلالت کرتا ہے

ا)مطلق وجود پر* 2)مقید وجود پر

3)دونوں پر 4)کوئی نہیں

13۔"محلا" ہے

1)اسم مفعول* 2) صفت مشبہ

3)مصدر میمی 4) کوئی نہیں

14۔فصبر جمیل میں محذوف ہے

1) مسند 2)مسند الیہ

3)دونوں کا احتمال ہے *4)دونوں

15۔لیبك یزید ضارع مثال ہے

1)حذف مسند* 2)حذف مفعول

3)حذف خبر 4)حذف مسندالیہ

16۔ارتحالا کا معنی ہے

1) چلنا* 2)پہنچنا

3)دونوں 4)کوئی نہیں

17۔لیبك یزید ضارع یہ جواب ہے

ا)سوال محقق کا 2)سوال مقدر کا*

3)دونوں 4)کوئی نہیں

18۔مسند کااسم ہونافائدہ دیتاہے

1)ثبوت ودوام کا* 2) تجدد کا

3)حدوث کا 4)دواور تین

19۔مسند کا فعل ہونافائدہ دیتاہے

1) تجدد وحدوث کا* 2)ثبوت

3) دوام 4)دواور تین

20۔زید قائم میں مسند ہے

1) مفرد 2)جملہ *
3)دونوں محتمل 4)کوئی نہیں

21۔مسند کا مفرد ہونا فائدہ دیتا ہے

ا)تقوی حکم کا* 2)عدم تقوی حکم کا

3)سببی کا 4)کوئی نہیں

22۔الوصف بحال الشئی یہ تعریف ہے

ا)وصف فعلی کی 2)وصف سببی کی *

3)دونوں کی 4)کوئی نہیں

23۔رجل کریم ابوہ یہ مثال ہے

1ا)وصف فعلی کی 2)وصف حقیقی کی

3)سببی کی * 4)ان میں سے کوئی نہیں

24۔الزمان الذی قبل زمانك یہ تعریف ہے

1) مضارع 2)ماضی *
3)مستقبل 4)حال

25۔یتوسم یہ کونسا فعل ہے

1) امر 2)مضارع *

3)ماضی 4) نہی

26۔عکاظ یہ نام ہے

ا)عرب کے بازار کا* 2)مکہ کے بازار کا

3)شہر کا 4)قبیلے کا

27۔شرط جزاء کے لیے قید ہوتی ہے

1)اہل عرب کے ہاں* 2) شیخ عبد القاہر کے ہاں

3)جمہور 4)ان سے کوئی نہیں

28۔ان حرف شرط استعمال ہوتا ہے

1) مستقبل میں شرط کے لیے* 2)ماضی میں شرط کے لیے

3)ایک اور دو 4)حال میں شرط کے لیے

29۔مختصر المعانی میں کتنے ادات شرط پر بحث ہے

1) دو 2) تین*

3)پانچ 4)سات

30۔ان میں اصل کے اعتبار سے وقوعِ شرط کا

1)جزم ہوتا ہے 2)عدم جزم ہوتا ہے*

3)دونوں 4)کوئی نہیں

31۔رخاء کا معنی ہے

1)خوش حالی 2)قحط

3)سرسبز 4)کوئی نہیں*

32۔ان کو کبھی مقام جزم استعمال کیا جاتا ہے

ا)تجاہل کی وجہ سے* 2)مخاطب کو یقین نہ ہونے کی وجہ سے

3)تفاؤل 4)ایک اور دو

33۔مسرفین کونسا صیغہ ہے

1) اسم فاعل` 2)اسم مفعول*

2) 3)اسم تفضیل 4)مصدر میمی

34)۔ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ مثال ہے

1)مذکر کو مؤنث پر غلبہ دینے کی* (2)مؤنث کو مذکر پر غلبہ دینے

3)مذکر کو معرفہ پر غلبہ دینے کی (4)ان میں سے کوئی نہیں

۳۵۔لفظ قٰنِتِيْنَ جاری ہوتا ہے

1)مذکر پر 2)مذکر و مؤنث پر

3)صرف مؤنث پر 4)صرف مذکر پر*

36۔تغلیب کی صورتیں ہیں

1) دو 2)تین

3)چار 4)چھ*

37۔ان اور اذا یہ حصول ہیں

ا)مضمون جملہ کا 2)مضمون شرط کا

3)مضمون جزاء کا* 4)کوئی نہیں

38۔کلمہ ان، کان فعل ناقص کے ساتھ ہو تو اس وقت استعمال ہوتا ہے

1)استقبال میں* 2)ماضی میں

3)حال میں 4)ان میں سے کوئی نہیں

39۔لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ مثال ہے

ا)نیک فالی کی 2)تعریض کی*

3)اسباب کے قوی ہونے کی 4)وقوع شرط میں رغبت کی

40۔ فعل کو کسی طرف منسوب کر دیا جائے اور مراد اس کا غیر ہو یہ تعریف ہے

1) تعریض کی* 2) تغلیب کی

3) قلب کی 4) ان میں سے کوئی نہیں

41۔ کلمہ "لو" آتا ہے

ا) شرط کے لیے* 2) جزاء کے لیے

3) حال کے لیے 4) استقبال کے لیے

42۔ جمہور کے نزدیک کلمہ "لو" آتا ہے شرط کی امتناع کی وجہ سے

ا) جزاء کے امتناع کے لیے* 2) شرط کے امتناع کے لیے

3) حال کے امتناع کے لیے 4) ان میں سے کوئی نہیں

43۔ ابن حاجب کے نزدیک کلمہ "لو" آتا ہے

1) امتناعِ جزاء کی وجہ سے امتناعِ شرط کے لیے

2)* امتناعِ شرط کی وجہ سے امتناعِ جزاء کے لیے

3) امتناعِ شرط و جزاء کی وجہ سے امتناعِ حال کے لیے

4) ان میں سے کوئی نہیں

44۔ "لفسدتا" فعل ہے

1) ماضی * 2)امر

3) نہی 4)مضارع

45۔تقدیم مسند کے فوائد ہیں

1)تین 2)پانچ

3)سات 4)چار

46۔الرماح کا معنی ہے

ا)نیزے * 2) تلواریں

3)ذرہ 4)شیر

47۔منتھی صیغہ ہے

ا)اسم فاعل 2)اسم مفعول *

3)مصدر 4)صفت مشبہ

48۔اِن،اور اذا مشترک ہوتے ہیں

1)استقبال میں * 2)ماضی میں

3)حال میں 4)ان میں سے کوئی نہیں

49۔ وَاِنۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ رَیۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا میں "ان" کو استعمال کیا گیا ہے

ا)استقبال میں 2)حال میں

3)ماضی میں 4)کوئی نہیں*

50۔"ان" اور "اذا" داخل ہوتے ہیں

1)فعل وفاعل پر 2)مبتداء خبر پر

3)صرف شرط پر 4)شرط وجزاء پر*

51۔شرط و جزاء کو فعلیہ استقبالیہ کے علاوہ لاتے ہیں

ا)نکتے کی وجہ سے* 2)حرف شرط کی وجہ سے

3)فعل کی وجہ سے 4)جزاء کی وجہ سے

52۔ان ظفرت بحسن العاقبة مثال ہے

ا)نیک فالی کی 2)تفاؤل کی

3)اظہار رغبت کی 4)دوسرا اور تیسرا*

53۔مقامِ تاکید میں "و" حالیہ کے بعد "ان" استعمال ہوتا ہے

ا)ربط کے لیے 2)جزاء کے لیے

3)شرط کے لیے 4)ان میں سے کوئی نہیں

54۔اِن،اور "اذا" کتنے جملوں پر داخل ہوتے ہیں

1) تین 2)چار

3) دو* 4)سات

55۔لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ اس مثال میں مخاطب ہے

ا)بنی اسرائیل 2)امت

3)نبی ﷺ* 4)یہ تمام

56۔"ان" اکثر طور پر استعمال ہوتا ہے

1) حال میں 2)مضارع میں*

3)ماضی میں 4)امر میں

57۔"اذا" اکثر طور پر استعمال ہوتا ہے

1)مضارع میں 2)ماضی میں*

3)نہی میں 4)حال میں

58۔"لو" شرط کے لیے آتا ہے

ا)ماضی میں* 2)مضارع میں

3)امر میں 4)کوئی نہیں

59۔وہ صفت جو مرد اور عورت میں مشترک ہوتی ہے، کہلاتی ہے

1) قنوت 2) ابوّت

3) قمرین 4) کچھ نہیں *

60۔ "لو" کے دونوں جملوں کو لازم ہوتا ہے

ا) دوام 2) ثبوت

3) عدم ثبوت * 4) کچھ نہیں

61۔ "لو" کو مضارع پر داخل کرتے ہیں

ا) اختصار کے لیے 2) استمرار کے لیے *

3) دوام کے لیے 4) عدم ثبوت کے لیے

62۔ قصرِ جنس کے لیے مسند کو لایا جاتا ہے

1) نکرہ 2) معرفہ *

3) جمع 4) مؤنث

63۔ مسند کو اضافت یا وصف کے ساتھ خاص کرنے کو ترک کرتے ہیں

ا) عدم حصر کی وجہ سے 2) عدم ثبوت کی وجہ سے

3) فائدہ کم کرنے کی وجہ سے * 4) مانع کی وجہ سے

64۔ زید الامیر فائدہ دے رہا ہے

۱)قصر جنس کا*   2) تفخیم کا

3)دونوں کا   4)کسی کا بھی نہیں

65۔زید کاتب مثال ہے

1) تنکیر کی*   2)تعریف کی

3)حصر کی   4)عدم حصر کی

66۔ابن حاجب لو کے جملے کے متعلق فرماتے ہیں

1)اول لازم ثانی ملزوم   2)اول سبب ثانی مسبب*

3)اول مسبب ثانی ملزوم   4)ان میں سے کوئی نہیں

67۔جمہور "لو" کے جملے کے متعلق فرماتے ہیں

1)اول شرط ثانی جزاء   2)اول لازم ثانی ملزوم

3)اول سبب ثانی مسبب   4)کوئی نہیں*

68۔اُوحی ہے

۱)فعل معروف   2)فعل مجہول*

3)منفی مجہول   4)منفی معروف

69۔ شجاع کہتے ہیں

1) شیر کو 2) چور کو

3) ڈاکو کو 4) بہادر کو*

70۔ مسند الیہ کے اہم ہونے کی وجہ سے مؤخر کیا جاتا ہے

1) فعل کو 2) اسم کو*

3) مسند کو 4) جار مجرور کو

71۔ مسند کو کس کے ساتھ خاص ہونے کی وجہ سے مقدم کیا جاتا ہے

1) جار مجرور 2) حال

3) مستقبل 4) مسند الیہ*

72) مسند کو مسند الیہ کے ساتھ خاص کرنے کے لیے

1) حذف کیا جاتا ہے 2) ذکر کیا جاتا ہے

3) مؤخر کیا جاتا ہے 4) مقدم کیا جاتا ہے*